لجنہ اماء اللہ کینیڈا

النساء

جلد# 32۔ شمارہ نمبر2 مئی تا اگست 2020ء

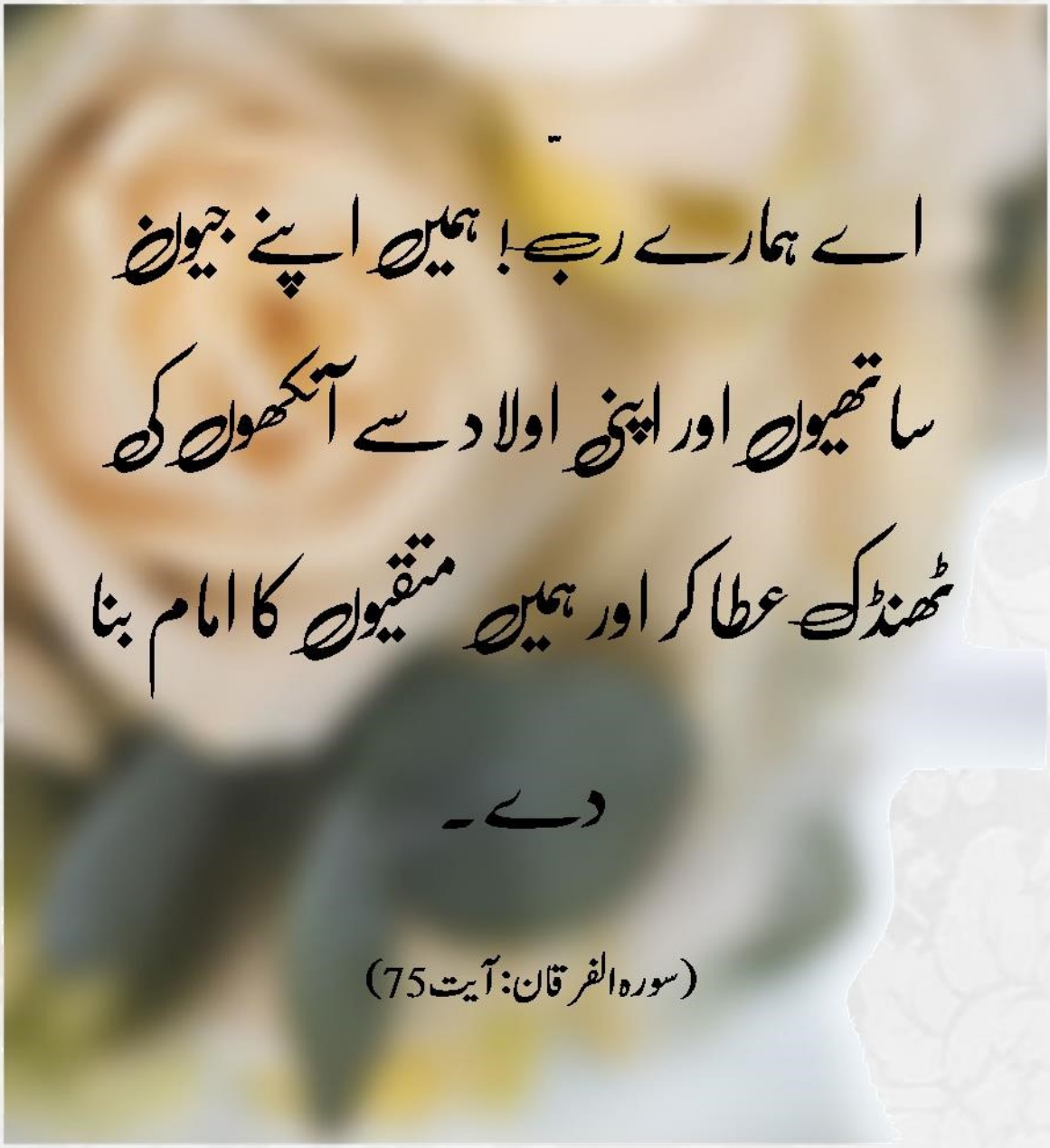

اشتہارات برائے النساء

- رسالہ النساء میں اُردو یا انگریزی میں کسی بھی قسم کا اشتہار چھپوانے کے لئے اپنے حلقہ کی صدر صاحبہ یا سیکرٹری اشاعت سے رابطہ کریں۔
- ممبرات اپنے ذاتی کاروبار سے متعلق اعلان یا اشتہار دینے کے لئے درج ذیل طریق اختیار کر سکتی ہیں
  - خود سے ڈیزائن کیے ہوئے اشتہار یا کارڈ کی تصویر النساء کے ای میل پر ارسال کریں۔ یا اپنے کاروبار کی مختصر تفصیل اپنی سیکرٹری اشاعت کو بھجوا دیں تاکہ ٹیم النساء آپ کے لیے ایک اشتہار تیار کر دیں۔
  - آپ کا دیا ہوا اشتہار ذیل میں دی گئی قیمت کے مطابق سال کے دو(2) رسالوں میں شائع کیا جائے گا۔ درج ذیل قیمت کے مطابق اشتہار کا سائز منتخب کیا جا سکتا ہے۔

النساء میں اشتہار دیئے جانے کے لئے صفحہ کا سائز اور قیمت

1- ایک پورے صفحہ کا اشتہار: -/$250

2- آدھے صفحہ کا اشتہار: -/$150

3- 1/4 صفحہ کا اشتہار: -/$100

اشتہار ارسال کرنے کیلئے ای میل ایڈریس: annisaa@lajna.ca

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

النساء

لجنہ اماء اللہ کینیڈا

مذہبی، علمی و ادبی مجلّہ

جلد# 32۔ مئی تا اگست 2020ء شمارہ نمبر 2

نگرانِ اعلیٰ

مکرم و محترم ملک لال خان صاحب

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

زیرِ نگرانی

مکرمہ و محترمہ امتہ السلام ملک صاحبہ

صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا

نیشنل سیکرٹری اشاعت

کشور چوہدری صاحبہ

مدیرہ اُردو

فرزانہ سنوری صاحبہ

پروف ریڈرز

امتہ الرفیق ظفر صاحبہ، راشدہ سیال صاحبہ، طاہرہ نسیم صاحبہ، عنبرین منظور صاحبہ

اُردو کمپوزنگ اور تزئین و زیبائش

ناصرہ نسیم صاحبہ، تحمیدہ ولی صاحبہ، حبیبہ احمد صاحبہ

پبلشر

جیمنک گرافکس

عنوانات

کلامِ الٰہی، کلامِ رسول ﷺ، کلامِ امام الزماں علیہ السلام	1
اداریہ	2
خطبہ جمعہ	3
شادی ایک مقدّس ذمہ داری	10
اسلامی شادی کے نظام کے فائدے	12
نکاح و شادی کی اہمیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں	14
بچوں کے رشتے اور اسلام کے چند سنہری اصول	16
شادی خانہ آبادی	18
ازدواجی تعلقات کی اہمیت	19
خوشگوار عائلی زندگی گزارنے کے سنہری گُر	21
لو جاؤ تم کو سایۂ رحمت نصیب ہو	22
آیئے اپنی سوچ کو بدلیں	24
رشتہ کرتے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے	26
قولِ سدید	27
شادی ایک انمول رشتہ	29
کامیاب شادی کے لئے کن امور پر عمل کرنا چاہیئے	30
قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے۔۔۔۔	32
"آمنہ" نام کی میری پیاری آپا	33
نظم۔ حضور انور کے لئے۔ قرّۃ اعین	34
وصالِ یار۔۔ میری پیاری بڑی امی	35
صفحۂ ناصرات	37

کلامِ الٰہی

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ؕ (الاعراف:190)

وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس کی طرف تسکین کی خاطر مائل ہو۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (الروم:22)

اور اس کے نشانات میں سے (یہ بھی) ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے جوڑے بنائے تا کہ تم اُن کی طرف تسکین (حاصل کرنے) کے لئے جاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ یقیناً اس میں ایسی قوم کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں بہت سے نشانات ہیں۔

کلامِ رسول ﷺ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْكَحُ النِّسَاءُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاكَ۔

(سُنن ابو داؤد کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا عام طور سے نکاح چار وجوہ سے کیا جاتا ہے مال کی وجہ سے، حسب کی وجہ سے، حُسن کی وجہ سے اور دینداری کی وجہ سے۔ پس تُو دیندار عورت کو ترجیح دے (اگر تُو نے ترجیح نہ دی تو) تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَایَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَی خِطْبَةِ اَخِیْهِ حَتّٰی یَنْكِحَ اَوْ یَتْرُكَ۔ (بخاری کتاب النکاح باب لایخطب علی خطبۃ اخیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ آدمی اپنے بھائی کی منگنی کے پیغام پر پیغام نہ بھیجے جب تک کہ اسکا فیصلہ نہ ہو جائے کہ وہ نکاح کرے گا یا اس رشتہ کو چھوڑ دیگا۔

کلامِ امام الزماں علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

" چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم اس کی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے اور اب ہزاروں تک اس کی نوبت پہنچ گئی اور عنقریب بفضلہ تعالیٰ لاکھوں تک پہنچنے والی ہے"۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے کروڑوں تک پہنچی ہوئی ہے۔" اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان کے باہمی اتحاد کے بڑھانے کے لئے اور نیز ان کو اہل اقارب کے بد اثر اور بد نتائج سے بچانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاح کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جائے۔ ۔۔۔اس لئے مَیں نے انتظام کیا ہے کہ آئندہ خاص میرے ہاتھ میں مستور اور مخفی طور پر" یعنی Confidential ہو گا" ایک کتاب رہے جس میں اس جماعت کی لڑکیوں اور لڑکوں کے نام لکھے رہیں۔ اور اگر کسی لڑکی کے والدین اپنے کنبہ میں ایسی شرائط کا لڑکا نہ پاویں جو اپنی جماعت کے لوگوں میں سے ہو اور نیک چلن اور نیز ان کے اطمینان کے موافق لائق ہو۔ ایسا ہی اگر ایسی لڑکی نہ پاویں تو اس صورت میں ان پر لازم ہو گا کہ وہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس جماعت میں سے تلاش کریں۔ اور ہر ایک کو تسلی رکھنی چاہئے کہ ہم والدین کے سچے ہمدرد اور غمخوار کی طرح تلاش کریں گے اور حتی الوسع یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی جو تلاش کئے جائیں اہل رشتہ کے ہم قوم ہوں۔ اور یا اگر یہ نہیں تو ایسی قوم میں سے ہوں جو عرف عام کے لحاظ سے باہم رشتہ داریاں کر لیتے ہوں۔ اور سب سے زیادہ یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی نیک چلن اور لائق بھی ہوں اور نیک بختی کے آثار ظاہر ہوں۔ یہ کتاب پوشیدہ طور پر رکھی جائے گی اور وقتاً فوقتاً جیسی صورتیں پیش آئیں گی اطلاع دی جائے گی اور کسی لڑکے یا لڑکی کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کی جائے گی جب تک اس کی لیاقت اور نیک چلنی ثابت نہ ہو جائے" ۔ (مجموعہ اشتہارات۔ جلد سوم۔ صفحہ 51,50)

اداریہ

روحانیت کی بقاء کے لئے خدا تعالیٰ، انبیاء کرام اور اُن کے خلفاء نے جس اہم نقطہ پر ہمیشہ سے انسانیت کو مرکوز کرنے کی کوشش کی ہے وہ ہے پاکیزہ جوڑے اور اُن سے وجود میں آنے والی نیک ذُریّت۔ حضرت آدمؑ اور حوّا سے لے کر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ہاجرہؑ کی اپنی نیک اُمت کے لئے دُعائیں اور پھر حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی والدہ کی اپنی اولاد کے حق میں دعائیں، انسانی تاریخ کے وہ روشن باب ہیں جن کی گواہی قرآن کریم میں ہمارے لئے بطور مشعلِ راہ موجود ہے۔

خاوند کی اطاعت میں سر جھکاتے ہوئے رضائے الٰہی کے رستے پر چلنے والی دنیا کی چند عظیم عورتوں میں سے ایک حضرت ہاجرہؑ تھیں جن کی قربانی کے باعث خدا کے ہاں ایک ایسے اعلیٰ اور مقبول خاندان کی بنیاد پڑی کہ جسکی شاخوں نے آئندہ آنے والے بے مثال معزز نبیوں کا استقبال کیا جن کے سردار ہمارے پیارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ان مقرّب خاندانوں اور اُن سے آگے چلنے والی نسلوں کی نیک بنیادوں نے معاشرت کے اعلیٰ ترین اور معتبر ترین نمونے قائم کئے۔ ہمارے پیارے نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکی ازواجِ مطہرات نے ان شاندار اصول وضوابط پر اپنے عمل کے ذریعے ایک بہترین اسلامی معاشرہ قائم فرمایا اور اپنی اُمت کو تقلید کے لئے بہترین نمونہ دیا۔ آپؐ نے نکاح اور حق زوجیت سے متعلق تمام احکامات کو رہتی دُنیا تک کے لئے احکامِ خداوندی کے ساتھ مضبوطی سے جوڑ دیا۔

عورت اور مرد کو نیک خاندان کی بنیاد بنانے کے لئے مختلف نیک سیرت مجدد دین وبزرگوں نے سُنتِ نبویؐ کو اپنا پیرہن بنایا لیکن جب دیگر اقوام کے زیرِ اثر اس بنیادی انسانی اصول میں انسانی دماغ رخنے ڈالنے لگا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے چودھویں صدی کے مجدد حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء نے از سرِ نو وقتاً فوقتاً افرادِ جماعت کو مثالی گھر تعمیر کرنے کے سنہری اصولوں کی طرف توجہ دلائی۔

آج ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے ہر خطبہ نکاح میں معاشرت اور امن سے لبریز گھروں کی بنیاد رکھنے کی طرف جماعت کو توجہ کرنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اپنے گھروں کو جنت نما بنانے کیلئے اپنا اپنا کردار ہر ممکن طریقے سے ادا کریں۔ اور رضائے باری تعالیٰ کے حصول کے لئے اپنے گھروں سے ایسی نسلوں کو پروان چڑھانے والے بنیں جو آئندہ نسلوں کی عمدہ آبیاری کرنے والے ہوں اور یُوں خدا تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ نیک روحوں کی صورت میں آگے سے آگے پھلتا پھولتا چلا جائے۔ آمین۔

حالیہ شمارے میں رشتۂ ازدواج میں باہمی ہم آہنگی، مودّت ولطافت اور عمدگی پیدا کرنے سے متعلق چند مضامین پیشِ خدمت ہیں۔ دُعا ہے کہ یہ نصائح آپ کے گھر کو جنت نما بنانے والی ہونگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مدیرہ اُردو

رسالہ النساء کے لئے درج ذیل بہنوں کی نگارشات گزشتہ چند ماہ کے عرصہ میں موصول ہوئیں۔ یہ مضامین وقتاً فوقتاً شاملِ اشاعت رہیں گے۔ ان شاء اللہ۔

مضمون	پیشکش	جماعت
حضرت مسیح موعودؑ کا وضو کا طریق	مریم محمودہ	ویسٹن نارتھ ویسٹ
نماز دین کا ستون ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب	راشدہ طاہر	ونڈسر
قصص الانبیاء	فتیحہ مجید	پیس وِلج ایسٹ
کامیاب شادی کے لئے کن امور پر عمل کرنا چاہئے	نصرت مرزا	مالٹن
خوشگوار شادی شُدہ زندگی کے لئے راہنما اصول	لجنہ پیس وِلج سنٹر ایسٹ	
کیا دُعا کے ذریعہ نیک ساتھی کا ملنا ممکن ہے	فوزیہ قمر	پیس وِلج ویسٹ
کامیاب شادی کے لئے کن امور پر عمل ضروری ہے	شازیہ منصور	سسکاٹون ساؤتھ
شادی کیلئے اسلام میں کن باتوں کیطرف توجہ دلائی گئی ہے	امتہ الطیف	میپل
شادی	قرأۃ العین کامران	ایڈمنٹن ایسٹ
رشتہ کی تلاش میں کن باتوں کا خیال رکھنا چاہئے	دُرِّ شہوار	ویسٹن نارتھ ویسٹ
کامیاب شادی کے لئے کن امور پر عمل ضروری ہے	راحت راحیلہ خان	ہملٹن ماؤنٹین
کامیاب شادی کے لئے کن امور پر عمل ضروری ہے	نجمہ خان	ویسٹن ازلنگٹن
اسلام میں نکاح کے اغراض ومقاصد	زاہدہ بلوچ	ہملٹن ماؤنٹین
کیا دُعا کے ذریعہ نیک ساتھی کا ملنا ممکن ہے؟	خالدہ عفت	ہملٹن ماؤنٹین
کیا صرف تقویٰ کامیاب شادی کا ضامن ہو سکتا ہے	عطیہ خان	مالٹن
نکاح ایک پاکیزہ بندھن	خالدہ مبشر	بریمپٹن سنٹر
صحت مند معاشرے کی بنیادی اکائی	فاطمہ صدف	ویسٹن ساؤتھ
عائلی زندگی اور پُرسکون معاشرہ	فتیحہ مجید	پیس وِلج ایسٹ
نظم۔ دُعائے مضطرب، حُسن ظنی	امتہ السلام انور	کیلگری میکنائیڈ
نظم۔ تُو کاسہ بھر کے لوٹا دے	مبارکہ منگلا	پیس وِلج ساؤتھ ویسٹ
نظم۔ ان شاء اللہ	ثروت زرّیں	ویسٹن نارتھ ویسٹ
نظم۔ آرزو	بنتِ ناصر	سسکاٹون نارتھ
نظم۔ دُعا	فہمیدہ رضا	احمدیہ ابوڈ آف پیس
پنجابی نظم۔ کسے نُو ہو گیا	افشاں اظہر	سسکاٹون نارتھ
نظم۔ دل ناداں	نصرت سرفراز	ہملٹن ماؤنٹین

خطبہ جمعہ

پس بیوی کے حقوق کی ادائیگی اتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ انہیں ادا نہ کر کے انسان ابتلاء میں پڑ جاتا ہے یا پڑ سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مُورد بن جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیویوں سے حسن سلوک اس وجہ سے تھا کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے کرو اور جب آپؐ نے اپنے ماننے والوں کو فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس پر عمل کرو تو خود اس کے اعلیٰ ترین نمونے قائم فرمائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15 مئی 2009ء بمطابق 15 / ہجرت 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

گزشتہ خطبہ میں، مَیں نے خدا تعالیٰ کے وَاسِعٌ ہونے کے حوالہ سے قرآن کریم میں بعض امور اور جو احکامات بیان ہوئے ہیں، ان کا ذکر کیا تھا۔ آج بھی یہی سلسلہ آگے چلے گا اور اس تسلسل میں بعض آیات کی روشنی میں جن میں متنوع اور مختلف قسم کے مضامین بیان کئے گئے ہیں، جن کا تعلق ہماری روزمرہ کی زندگی سے بھی ہے اور ہماری اخلاقی اور روحانی حالتوں سے بھی ہے ان کا ذکر کروں گا۔

اللہ تعالیٰ جو اپنے وسیع تر علم کی وجہ سے ہمارے ہر عمل کا احاطہ کئے ہوئے ہے اس نے یہ امور اور احکامات بیان فرما کر ہماری ان راستوں کی طرف راہنمائی فرمائی ہے جن پر چل کر ہم اللہ تعالیٰ کے وسیع تر فضلوں کے اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق حصہ دار بن سکتے ہیں، ان کو سمیٹنے والے بن سکتے ہیں، ان سے فیض پانے والے بن سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس حوالہ سے ہمارے عائلی معاملات کے بارہ میں بھی رہنمائی فرمائی ہے۔ ہمارے معاشرتی معاملات کے بارہ میں بھی رہنمائی فرمائی ہے۔ ہماری دینی حالتوں کو صحیح نہج پر چلانے کے لئے بھی راہنمائی فرمائی ہے۔ ہماری روحانی اور اخلاقی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی طرف بھی راہنمائی فرمائی ہے۔ غرض ہر پہلو جو بھی انسانی زندگی کا ہے اس بارہ میں خدا تعالیٰ مکمل احاطہ کئے ہوئے ہے، اس بارہ میں ہماری راہنمائی فرماتا ہے۔ کیونکہ انسان کو بھی خدا تعالیٰ نے اپنی صفات کو اپنانے کا حکم فرمایا ہے اس لئے اس صفت کے حوالہ سے اسے بھی اپنے روحانی اور اخلاقی مرتبوں کے حصول کے لئے اپنی کوششوں اور عملوں میں وسعت پیدا کرنے کا حکم دیا ہے تا کہ انسان اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والا بن سکے۔ لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھی بتا دیا کہ مجھے کیونکہ تمہاری استعدادوں کا علم ہے اس لئے جو کام مَیں نے تمہارے سپرد کئے ہیں وہ تمہاری استعدادوں سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ تو پھر ان استعدادوں کی وسعت بھی ہر انسان کی برابر نہیں ہوتی۔ اور جب استعدادیں برابر نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ جب حکم دیتا ہے تو اتنا ہی دیتا ہے جتنا کسی کی طاقت ہے۔ لیکن اپنی استعدادوں کی حدود مقرر کرنا انسان کا کام نہیں ہے۔ یہ خدا تعالیٰ ہی ہے جو ہر ایک کی صلاحیتوں اور استعدادوں کو جانتا ہے اس لئے جو بھی اللہ تعالیٰ نے احکامات نازل فرمائے اس بارہ میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ہماری استعدادوں سے باہر ہیں۔ چھپی ہوئی صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو ودیعت فرمائی ہیں۔ ان کو نکالنا، ابھارنا، صیقل کرنا یہ ہر انسان کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرما کر جب یہ فرمایا کہ یہ تمہارے لئے اُسوہ حسنہ ہیں تو اس انسان کامل کے اُسوہ حسنہ پر ہمیں چلنے کے لئے بھی تلقین فرمائی۔ انسان کامل تو ایک ہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا جس کی صلاحیتوں اور استعدادوں کی وسعتوں کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ آپؐ کی زندگی کے کسی بھی پہلو پر ہم غور کریں تو ایک عظیم معیار ہمیں نظر آتا ہے۔ لیکن ہمیں حکم یہ ہے کہ تمہارے لئے اُسوہ حسنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور اس پر چلنا تمہارا فرض ہے۔ کوشش کرو، حتی المقدور کوشش کرو کہ اس پر چل سکو۔

مَیں نے شروع میں ذکر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری جن باتوں میں راہنمائی فرمائی ان میں عائلی معاملات بھی ہیں۔ قرآن کریم کی بعض آیات ہیں جو مَیں اس ضمن میں پیش کروں گا۔ لیکن انکو پیش کرنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کا ذکر کروں گا جو اس ضمن میں ہمارے سامنے ہے کہ آپؐ کا اپنے اہل کے ساتھ کیا سلوک تھا؟ اور اس سلوک میں آپؐ نے کیسا اعلیٰ معیار قائم فرمایا۔

آپؐ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک میں بہتر ہے اور مَیں تم سب سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہوں۔

(ترمذی کتاب المناقب باب فضل ازواج النبی ﷺ؛ حدیث نمبر 3895)

پھر آپؐ نے ہمیں نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ تمہیں اگر ایک دوسرے میں کوئی عیب نظر آتا ہے یا دوسرے کی عادت یا حرکت ناپسند ہے تو کئی باتیں ایسی بھی ہوں گی جو اچھی بھی لگتی ہوں گی۔

(مسلم کتاب الرضاع باب الوصیۃ بالنساء- حدیث نمبر 3645)

تو ان اچھی باتوں کو سامنے رکھ کر ایثار کا پہلو اختیار کرنا چاہئے اور موافقت کی فضا پیدا کرنی چاہئے۔ یہ دونوں کے لئے حکم ہے۔ مرد کے لئے بھی اور عورت کے بھی اور آپؐ کی تمام بیویاں اس بات کی گواہ ہیں کہ آپؐ نے ہمیشہ ان کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ سفر پر جاتے تو بیویوں کے نام قرعہ ڈالتے تھے جس کا نام آتا اسے ساتھ لے کر جاتے۔

(بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک حدیث نمبر 4141)

بیویوں کی بیماری کی حالت میں تیمارداری فرماتے۔

(بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک حدیث نمبر 4141)

ان کے جذبات کا خیال رکھتے۔ لیکن اس کے باوجود یہ دعا آپؐ فرماتے ہیں کہ اے اللہ! تو جانتا اور دیکھتا ہے کہ انسانی کوشش کی حد تک جو برابری اور منصفانہ تقسیم ہوتی ہے وہ مَیں کرتا ہوں۔ میرے مولا! دل پر تو میرا اختیار نہیں ہے اگر دل کا میلان کسی خوبی اور کسی کی صلاحیتوں اور قابلیت کی وجہ سے کسی کی طرف ہے تو مجھے معاف فرمانا۔

(ابوداؤد کتاب النکاح باب فی القسم بین النساء حدیث نمبر 2134)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ جو تعلق تھا اس کے بارہ میں حضرت عائشہؓ کو یہ جواب دیا کہ خدیجہؓ اس وقت میری ساتھی بنی جب مَیں تنہا تھا۔ وہ اس وقت میری مددگار بنی جب مَیں بے یارومددگار تھا۔ اس نے اپنا مال بے دریغ مجھ پر فدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے اولاد بھی دی۔ انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب دنیا نے مجھے جھٹلایا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 204 مسند عائشۃ حدیث نمبر 25376 عالم الکتب بیروت 2008ء)

اور آپ کی یہ قدر شناسی آپؐ کے وسیع تر قدر شناس دل میں ہمیشہ رہی۔ باوجود اس کے کہ آپؐ کی زندہ اور جوان بیویاں موجود تھیں اور آپؐ کی محبوب بیوی موجود تھی جو اس وجہ سے محبوب تھی کہ خدا تعالیٰ کی سب سے زیادہ وحی اس کے حجرے میں ہوئی۔ (ترمذی کتاب المناقب باب فضل عائشۃ حدیث نمبر 3879)

اس نے جب عرض کیا کہ آپؐ کے پاس زندہ بیویاں موجود ہیں کیونکہ ہر وقت اس بڑھیا کا ذکر کرتے رہتے ہیں تو بڑے پیار سے اسے سمجھایا کہ تنگ نظری کا مظاہرہ نہ کرو۔ وسعت حوصلہ پیدا کرو۔ یہ یہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے مَیں اپنی پہلی بیوی کا ذکر کرتا ہوں اور یاد کرتا ہوں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 204 مسند عائشۃ حدیث نمبر 25376 ایڈیشن 1998 مطبوعہ بیروت)

آج جو مستشرقین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگانے والے بیہودہ گوئیوں کی انتہا کئے ہوئے ہیں کیا انہیں میرے آقا کا یہ اُسوہ حسنہ نظر نہیں آتا کہ کس طرح انہوں نے اپنے عائلی حقوق ادا کئے کہ زندہ بیویوں کے ساتھ بھی برابری کا سلوک ہے باوجود اس کے کہ دل پر کسی کا اختیار نہیں۔ پھر بھی جو ظاہری سلوک ہے وہ ایک جیسا رکھا اور جس بیوی نے ابتدا میں ہی سب کچھ قربان کر دیا قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے، زندہ بیویوں کو بھی بتا دیا۔ کہ مَیں تو قدر شناس ہوں، اگر مَیں یہ قدر شناسی نہ کروں تو اس خدا کا شکر گزار نہیں کہلا سکوں گا جس نے مجھے کبھی تہی دامن نہیں چھوڑا اور اپنی وسیع تر نعمتوں سے

مجھے حصہ دیتا چلا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیویوں سے حسن سلوک اس وجہ سے تھا کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے کرو اور جب آپؐ نے اپنے ماننے والوں کو فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس پر عمل کرو تو خود اس کے اعلیٰ ترین نمونے قائم فرمائے۔

قرآن کریم میں اگر اللہ تعالیٰ نے ایک سے زیادہ شادی کا حکم دیا ہے تو بعض شرائط بھی عائد فرمائیں۔ یہ بھی اسلام پر اعتراض کیا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ ایک سے زیادہ شادی کی اجازت دے کر عورت پر ظلم کیا گیا ہے۔ یا صرف مرد کے جذبات کا خیال رکھا گیا ہے صرف۔

اس بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے، کھلا حکم نہیں ہے۔ فرمایا وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِی الۡیَتٰمٰی فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ لَکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَۃً اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی اَلَّا تَعُوۡلُوۡا (النساء:4) اور اگر تم ڈرو کہ تم یتامیٰ کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے تو عورتوں میں سے جو تمہیں پسند آئیں ان سے نکاح کرو۔ دو دو اور تین تین، چار چار لیکن اگر تمہیں خوف ہو کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے تو پھر صرف ایک کافی ہے یا وہ جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یہ طریق قریب تر ہے کہ تم ناانصافی سے بچو۔

اس آیت میں ایک تو یتیم لڑکیوں کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے کہ یتیموں سے بھی شادی جب کرو تو ظلم کی وجہ سے نہ ہو بلکہ ان کے پورے حقوق ادا کر کے شادی کرو اور پھر شادی کے بعد ان کے جذبات کا خیال رکھو اور یہ خیال نہ کرو، یہ کبھی ذہن میں نہ آئے کہ ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ تو جس طرح چاہے ان سے سلوک کر لیا جائے۔ اور اگر اپنی طبیعت کے بارہ میں یہ خوف ہے، یہ شک ہے کہ انصاف نہیں کر سکو گے تو آزاد عورتوں سے نکاح کرو، دو، تین یا چار کی اجازت ہے لیکن انصاف کے تقاضوں کے ساتھ۔ اگر یہ انصاف نہیں کر سکتے تو ایک سے زیادہ نہ کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ:

”یتیم لڑکیاں جن کی تم پرورش کرو ان سے نکاح کرنا مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر تم دیکھو کہ چونکہ وہ لاوارث ہیں، شاید تمہارا نفس ان پر زیادتی کرے تو ماں باپ اور اقارب والی عورتیں کرو جو تمہاری مؤدّب رہیں اور ان کا تمہیں خوف رہے۔ ایک دو تین چار تک کر سکتے ہو بشرطیکہ اعتدال کرو۔ اگر اعتدال نہ ہو تو پھر ایک ہی پر کفایت کرو۔ گو ضرورت پیش آوے“۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 337)

”گو ضرورت پیش آوے“۔ یہ بڑا بامعنی فقرہ ہے۔ اب دیکھیں اس زمانہ کے حَکَم اور عَدَل نے یہ کہہ کر فیصلہ کر دیا کہ تمہاری ضرورت جس کے بہانے بنا کر تم شادی کرنا چاہتے ہو، تمہاری ضرورت جو ہے وہ اصل اہمیت نہیں رکھتی بلکہ معاشرے کا امن اور سکون اور انصاف اصل چیز ہے۔

آج کل کہیں نہ کہیں سے یہ شکایات آتی رہتی ہیں کہ بچے ہیں، اولاد ہے لیکن خاوند مختلف بہانے بنا کر شادی کرنا چاہتا ہے۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ فرمایا اگر انصاف نہیں کر سکتے تو شادی نہ کرو اور انصاف میں ہر قسم کے حقوق کی ادائیگی ہے۔ اگر آمد ہی اتنی نہیں کہ گھر چلا سکو تو پھر ایک اور شادی کا بوجھ اٹھا کر پہلی بیوی بچوں کے حقوق چھیننے والی بات ہو گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ایک جگہ فرمایا ہے کہ اگر مجبوری کی وجہ سے دوسری شادی کرنی ہی پڑے تو پھر اس صورت میں پہلی بیوی کا پہلے سے بڑھ کر خیال رکھو۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد سوم صفحہ 430 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

لیکن عملاً جو آج کل ہمیں معاشرے میں نظر آتا ہے پہلی بیوی اور بچوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف سے آہستہ آہستہ بالکل آنکھیں بند کر لی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف عمل کر رہے ہوتے ہیں۔ پس یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ مالی کشائش اور دوسرے حقوق کی ادائیگی میں بے انصافی تو نہیں ہو گی؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”ہمارے نزدیک یہی بہتر ہے کہ انسان اپنے تئیں ابتلاء میں نہ ڈالے“۔

(الحکم جلد 2 نمبر 2 مؤرخہ 6 مارچ 1898ء صفحہ 2)

یعنی یہ مراد ہے کہ دوسری شادی کر کے۔

پس بیوی کے حقوق کی ادائیگی اتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ انہیں ادا نہ کر کے انسان ابتلاء میں پڑ جاتا ہے یا پڑ سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بن جاتا ہے۔ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا کا ذکر کیا تھا کہ آپؐ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا عرض کرتے تھے کہ میں ظاہری طور پر تو ہر ایک کے حق ادا

کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن کسی بیوی کی کسی خوبی کی وجہ سے بعض باتوں کا اظہار ہو جائے جو میرے اختیار میں نہیں تو ایسی صورت میں مجھے معاف فرما۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے اور خدا تعالیٰ جس نے انسان کو پیدا کیا اور پھر ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت بھی دی، جو بندے کے دل کا حال بھی جانتا ہے جس کی پاتال تک سے وہ واقف ہے، غیب کا علم رکھتا ہے۔ اس نے اس بارہ میں قرآن کریم میں واضح فرما دیا ہے کہ ایسی صورت حال پیدا ہو سکتی ہے کہ بعض حالات کی وجہ سے تم کسی طرف زیادہ جھکاؤ کر جاؤ۔ تو ایسی صورت میں یہ بہر حال ضروری ہے کہ جو اس کے ظاہری حقوق ہیں، وہ مکمل طور پر ادا کرو۔ جیسا کہ سورۃ نساء میں فرماتا ہے کہ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (النساء:130) اور اب تم یہ توفیق نہیں پا سکو گے کہ عورتوں کے درمیان کامل عدل کا معاملہ کرو خواہ تم کتنا ہی چاہو۔ اس لئے یہ تو کرو کہ کسی ایک کی طرف کلیۃً نہ جھک جاؤ کہ اس دوسری کو گویا لٹکتا ہوا چھوڑ دو۔ اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تو ایسے معاملات جن میں انسان کو اختیار نہ ہو اس میں کامل عدل تو ممکن نہیں لیکن جو انسان کے اختیار میں ہے اس میں انصاف بہر حال ضروری ہے۔ اور ظاہری انصاف جیسا کہ مَیں بتا آیا ہوں کہ کھانا، پینا، کپڑے، رہائش اور وقت وغیرہ سب شامل ہیں۔ اگر صرف خرچ دیا اور وقت نہ دیا تو یہ بھی درست نہیں اور صرف رہائش کا انتظام کر دیا اور گھریلو اخراجات کے لئے چھوڑ دیا کہ عورت لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتی پھرے تو یہ بھی درست نہیں ہے۔ پس ظاہری لحاظ سے مکمل ذمہ داری مرد کا فرض ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور اس کا جھکاؤ صرف ایک طرف ہو اور دوسری کو نظر انداز کرتا ہو تو قیامت کے دن اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کا ایک حصہ جسم کا کٹا ہوا یا علیحدہ ہو گا۔

(سنن نسائی کتاب عشرۃ النساء باب میل الرجل حدیث نمبر 3942)

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ ظاہری حقوق دونوں کے ادا کرو اور کسی بیوی کو بھی اس طرح نہ چھوڑو کہ وہ بیوی ہونے کے باوجود ہر حق سے محروم ہو۔ نہ اسے علیحدہ کر رہے ہو اور نہ اس کا حق صحیح طرح ادا کیا جا رہا ہو۔ ایک مومن کا وطیرہ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ پس مومن کا فرض ہے کہ ان کاموں سے بچے جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے اور اپنی اصلاح کرے۔ بعض ایسی شکایات آتی ہیں کہ ایک بیوی کی طرف زیادہ توجہ دی جا رہی ہے اور دوسری بیوی کو چھوڑا گیا ہے اور پھر بعض دفعہ کسی بیوی کی بعض باتوں کا بہانہ بنا کر یہ کہا جاتا ہے بلکہ دو نہ بھی ہوں تو ایک شادی کی صورت میں بعض عائلی جھگڑے ایسے بھی آتے ہیں، یہ کہا جاتا ہے کہ نہ مَیں تمہیں چھوڑوں گا یا طلاق دوں گا اور نہ ہی تمہیں بساؤں گا۔ اگر قضاء میں یا عدالت میں مقدمات ہیں تو بلاوجہ مقدمہ کو لمبا لٹکایا جاتا ہے۔ ایسے حیلے اور بہانے تلاش کئے جاتے ہیں کہ معاملہ لٹکتا چلا جائے۔ بعض کو اس لئے طلاق نہیں دی جاتی، پہلے میں کئی دفعہ ذکر کر چکا ہوں، کہ یہ خود خلع لے تا کہ حق مہر سے بچت ہو جائے، حق مہر ادا نہ کرنا پڑے۔ تو یہ سب باتیں ایسی ہیں جو تقویٰ سے دُور لے جانے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی اصلاح کرو، اگر تم اپنے لئے اللہ تعالیٰ کے رحم اور بخشش کے طلبگار ہو تو خود بھی رحم کا مظاہرہ کرو اور بیوی کو اس کا حق دے کر گھر میں بساؤ۔ اگر اللہ تعالیٰ کے وسیع رحم سے حصہ لینا چاہتے ہو تو اپنے رحم کو بھی وسیع کرو۔

جو مَیں نے آیت پڑھی تھی اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۔ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۞

(النساء:131)

اور اگر وہ دونوں الگ ہو جائیں تو اللہ ہر ایک کو اس کی توفیق کے مطابق غنی کر دے گا اور اللہ بہت وسعتیں دینے والا اور حکمت والا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اصلاح کی اگر کوئی بھی صورت نہیں تو كَالْمُعَلَّقَةِ یعنی لٹکتا ہوا نہ چھوڑ دو۔ پھر اس کا حق دے کر احسن طریق پر اسے رخصت کرو۔ اگر یہ كَالْمُعَلَّقَةِ چھوڑا ہے کسی مرد نے تو اس صورت میں بیوی کو بھی اختیار ہے کہ قاضی کے ذریعہ سے خلع لے لے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک مومن مرد اور ایک مومن عورت تبھی تقویٰ پر چلنے والے ہوں گے جو محبت پیار سے رہنے کی کوششیں کریں گے اور اگر یہ تمام کوششیں ناکام ہو جائیں تو ایک دوسرے سے شرافت سے علیحدہ ہو

جائیں۔ اور مرد بھی احسن طور پر عورت کے حقوق ادا کر کے اسے علیحدہ کر دے تو یہی مرد پر فرض ہے اور عورت کا حق ہے۔ اور کیونکہ تقویٰ پر چلتے ہوئے اکٹھے رہنے کی تمام کوششیں ناکام ہو چکی ہیں اس لئے علیحدگی ہو رہی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنی وسیع تر رحمتوں اور فضلوں سے دونوں مرد اور عورت کے لئے بہترین سامان پیدا فرما دے گا اور انہیں اپنی جناب سے غنی اور بے احتیاج کر دے گا۔ گو ایک حدیث کے مطابق مرد اور عورت کا علیحدہ ہونا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے۔

(ابو داؤد کتاب الطلاق باب کراھیۃ الطلاق؛ حدیث نمبر 2178)

لیکن کیونکہ تقویٰ پر چلتے ہوئے اس رشتے کو قائم رکھنے کی تمام تر کوششیں جو تھیں وہ ناکام ہو چکی ہیں اس لئے خدا تعالیٰ جو دلوں کا حال جانتا ہے جب اس کی طرف جھکتے ہوئے یہ فیصلے کرنے پڑیں کہ بحالت مجبوری علیحدگی لینی پڑے، تو وہ اپنے واسع ہونے کی وجہ سے دونوں کے لئے پھر وسیع انتظام فرماتا ہے۔ کیونکہ وہ حکیم بھی ہے اس لئے جو فیصلے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے کئے جائیں وہ پُر حکمت بھی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی لئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس آیت میں ایک اصولی بات یہ بھی بیان ہو گئی ہے کہ رشتوں کے فیصلے جذبات میں آ کر نہیں کرنے چاہئیں۔ نہ ماں باپ کی طرف سے نہ لڑکے لڑکی کی طرف سے، کسی جذباتی پن کا اظہار ہو جائے یا جذباتی پن کا اظہار کرتے ہوئے رشتے طے کر دیئے جائیں بلکہ خدا تعالیٰ جو ہر بات کا جاننے والا اور احاطہ کئے ہوئے ہے اس سے مدد لیتے ہوئے دعا کر کے سوچ سمجھ کر رشتے جوڑنے چاہئیں اور جب ایسے رشتے جڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان میں اللہ پھر اپنے فضل سے وسعتیں بھی پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غنی کر دیتا ہے، ان کے مال میں بھی اللہ تعالیٰ کشائش پیدا کر دیتا ہے۔ ان کے تعلقات میں بھی کشادگی پیدا کر دیتا ہے۔

مَیں نے طلاق کا ذکر کیا تھا کہ بعض مرد طلاق کے معاملات کو لٹکاتے ہیں اور لمبا کرتے چلے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو ایک تو جب شادی ہو جائے کچھ عرصہ مرد اور عورت اکٹھے بھی رہتے ہیں اور اولاد بھی بسا اوقات ہو جاتی ہے۔ پھر طلاق کی نوبت آتی ہے۔ اس کے حقوق تو واضح ہیں جو دینے ہیں مرد کے فرائض ہیں، بچوں کے خرچ بھی ہیں، حق مہر وغیرہ بھی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض اوقات ایسے حالات پیش آ جاتے ہیں جب ابھی رخصتی نہیں ہوئی ہوتی یا حق مہر مقرر نہیں ہوا ہوتا تب بھی عورت کے حقوق ادا کرو۔

سورۃ بقرہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۖ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ۝ (البقرۃ:237)

تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورت کو طلاق دے دو جبکہ تم نے ابھی انہیں چھوا نہ ہو یا ابھی تم نے ان کے لئے حق مہر مقرر نہ کیا ہو اور انہیں کچھ فائدہ بھی پہنچاؤ۔ صاحب حیثیت پر اس کی حیثیت کے مطابق فرض ہے اور غریب پر اس کی حیثیت کے مناسب حال یہ معروف کے مطابق اس متاع کو احسان کرنے والوں پر تو یہ فرض ہے۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب مرد کی طرف سے رشتہ نہ نبھانے کا سوال اٹھے، اس کی جو بھی وجوہات ہوں، مرد کا فرض بنتا ہے کہ ان رشتوں کو ختم کرتے وقت عورت سے احسان کا سلوک کرے اور اپنی حیثیت کے مطابق اس کو ادائیگی کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے تو مرد کو حکم ہے کہ اس وسعت کا اظہار کرو۔ جس خدا نے وسعت دی ہے اگر اس کا اظہار نہیں کرو گے تو وہ اسے روکنے کی طاقت بھی رکھتا ہے کشائش دی ہے اگر حق ادا نہیں کرو گے، احسان نہیں کرو گے تو وہ کشائش کو تنگی میں بدلنے پر بھی قادر ہے۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ لینا ہے تو اپنے پر اُس وسعت کا اظہار عورت سے احسان کا سلوک کرتے ہوئے کرو اور کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی نفس پر اس کی طاقت اور وسعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا اس لئے فرمایا کہ اگر غریب زیادہ دینے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ اپنی طاقت کے مطابق جو حق بھی ادا کر سکتا ہے کرے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم نیکی کرنے والے اور تقویٰ سے کام لینے والے ہو تو پھر تم پر فرض ہے کہ یہ احسان کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کس حد تک پابندی فرمائی، اس کا اظہار ایک حدیث سے ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ایک انصاری نے شادی کی اور پھر اس عورت کو چھونے سے پہلے طلاق دے دی اور اس کا مہر بھی مقرر نہیں کیا گیا تھا۔ یہ معاملہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو آپؐ نے اس سے پوچھا کہ تو کیا تم نے احسان کے طور پر اُسے کچھ دیا ہے؟ تو اس

صحابی نے عرض کیا یا حضور! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس تو کچھ ہے ہی نہیں کہ مَیں اسے کچھ دے سکوں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر کچھ نہیں ہے تو تمہارے سر پر جو ٹوپی پڑی ہوئی ہے وہی دے دو۔

(روح المعانی جلد نمبر 1 صفحہ 745,746 تفسیر سورۃ البقرۃ زیر آیت:237)

تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کس قدر عورت کے حقوق کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار فرمایا اور خیال رکھا۔ یہ جو صورتحال بیان ہوئی ہے کہ اگر حق مہر مقرر نہیں بھی ہوا تو کچھ نہ کچھ دو تو اسی صورتحال میں اگر حق مہر پہلے مقرر ہو چکا ہے اس صورت میں کیا کرنا ہے؟ اس کا بھی اگلی آیات میں بڑا واضح حکم ہے کہ ایسی صورت میں پھر جب حق مہر مقرر ہو چکا ہو تو اس کا نصف ادا کرو۔

اس طرح سے قرآن کریم نے عورتوں کے مردوں پر اور ان کے خاندانوں پر حقوق قائم فرمائے ہیں اور یہ بتایا ہے کہ مردوں کے کیا فرائض ہیں۔ ان کے رشتوں کے بارہ میں یا بچوں کی رضاعت کے بارہ میں بڑے واضح احکامات بیان فرمائے ہیں۔ اسی طرح عورتوں کی بھی ذمہ داریاں ہیں جو بڑے واضح طور پر بیان فرمائی گئی ہیں۔ جو اولاد اور خاوندوں کے بارہ میں ہیں ان کو ادا کرنا عورتوں پر فرض ہے۔ اور یہ تمام حقوق اور ذمہ داریاں جو مرد اور عورت کے ایک دوسرے پر ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ تمام ذمہ داریاں ہم نے تمہاری طاقتوں اور استعدادوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے مطابق تم پر ڈالی ہیں اس لئے انہیں ادا کرو۔ ان کی ایک تفصیل ہے جو مَیں اس وقت بیان نہیں کروں گا۔ اس وقت دو باتیں جو مَیں نے بیان کی ہیں وہ کافی ہیں۔ اس تعلق میں بیان کرنا چاہتا تھا کہ ایک تو یہ کہ بیویوں کے حقوق کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ حسنہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر ان حقوق کی ادائیگی کے اعلیٰ ترین معیار کس طرح آپؐ نے قائم فرمائے اور دوسری کہ اس اُسوہ پر چلنے کی کوشش کرتے ہوئے ہر احمدی مسلمان کو ان حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دینا کس قدر ضروری ہے۔ خاص طور پر وہ فرائض جو اللہ تعالیٰ نے مردوں کے ذمہ ڈالے ہیں۔ اب مَیں ایک اور امر کی طرف بھی توجہ دلانی چاہتا ہوں جو جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے عام تو نہیں ہے لیکن اس کی آواز بھی کہیں کہیں احمدی معاشرے میں سنی جانے لگی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ الانعام میں فرماتا ہے کہ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ (الانعام:153)

اور سوائے ایسے طریق کے جو بہت اچھا ہو یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے اور ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پورے کیا کرو۔ ہم کسی جان پر اس کی وسعت سے بڑھ کہ ذمہ داری نہیں ڈالتے اور جب بھی تم کوئی بات کرو تو عدل سے کام لو۔ خواہ کوئی قریبی ہی کیوں نہ ہو اور اللہ کے ساتھ کئے گئے عہد کو پورا کرو۔ یہ وہ امر ہے جس کی وہ تمہیں سخت تاکید کرتا ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔

تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تقریباً پانچ باتیں ہیں جو کرنے کے لئے ہمیں کہا ہے۔ پہلی بات تو اس کے علاوہ یہ فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان ہے کہ ہم کسی پر کوئی ذمہ داری اس کی وسعت سے بڑھ کر نہیں ڈالتے اور جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وسیع تر علم کی وجہ سے جانتا ہے کہ بندے کی استعدادیں کیا ہیں اور کس حد تک یہ استعدادیں ہیں۔ پس جو احکامات بھی خدا تعالیٰ نے دیئے ہیں وہ ہماری طاقت کے اندر ہیں جنہیں ہم بجالا سکتے ہیں۔ اس آیت میں جن باتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے سب سے پہلے تو یہ حکم ہے کہ یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ سوائے احسن طریق کے۔ اور یتیموں کا مال جن کے پاس آتا ہے۔ وہ اس کے امین ہیں۔ اس لئے انہیں ان یتیموں کی بہتری کے لئے استعمال کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ فرمایا ہے۔ اس سے پہلے فرمایا کہ کوشش تو یہ ہو تمہاری اس آیت سے پہلی ایک دو آیتوں میں کہ یتیموں کا مال محفوظ رہے اور ان کی تعلیم اور تربیت اپنے طور پر کرو لیکن اگر کوئی صاحب حیثیت نہیں اور خرچ برداشت نہیں کر سکتا تو وہ احتیاط سے ان کے مال میں سے ان پر خرچ کرے نہ کہ ان کے بڑے ہونے تک تمام مال ہی لٹا دے۔ (النساء:7) پس صحیح ایماندار وہی ہے جو یتیموں کے بڑے ہونے تک ان کی دولت اور جائیداد کے امین ہونے کا صحیح حق ادا کرتا ہے اور صحیح حق اس وقت ادا ہوتا ہے کہ جس طرح اپنے سرمائے کا درد ہو کسی کو اور سوچ سمجھ کر اسے وہ کاروبار میں لگاتا ہے۔ تجارت پر لگاتا ہے، منافع پر لگاتا ہے۔ یا منافع بخش کاروبار پر لگاتا ہے۔ صرف منافع پر تو کوئی کاروبار نہیں ہوتا۔ کیونکہ صرف منافع پر ہی لگایا جائے

تو وہ سود کی صورت بن جاتی ہے۔ تو بہر حال جس طرح اپنے مال کا درد ہے اس طرح یتیموں کے مال کا بھی درد ہونا چاہئے۔ حکم ہے کہ یتیموں کے مال کو بھی اسی طرح انویسٹ (Invest) کرو تا کہ اس کاروبار میں برکت پڑنے کی وجہ سے ان کو منافع حاصل ہو جب یا ان کی جائیداد بڑھے۔ اس کاروبار میں برکت کی وجہ سے اور جب وہ بڑے ہوں تو ان کو اپنے کاروبار کی وسعت نظر آتی ہو۔ تو اس سے وہ باوجود یتیم ہونے کے معاشرے کا ایک باوقار اور باعزت حصہ بن جائیں گے۔ لیکن بعض دفعہ بعض شکایات آتی ہیں جن میں رشتہ داروں، یتیموں کے مالوں کی حفاظت میں دیانتداری سے کام نہیں لیا گیا ہوتا۔ کسی رشتہ دار کے پاس اس کے یتیم بھتیجے بھانجے ہیں تو ان کے مال سے ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ تو ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا مال کھانے سے ان کے مال میں ان کی جائیدادوں میں کبھی وسعت پیدا نہیں ہو سکتی اور اگر وہ اس دنیا میں کوئی مالی منفعت حاصل کر بھی لیں تو وہ اس طریقے سے پھر اللہ تعالیٰ کے اس انذار کے نیچے آنے والے ہوں گے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یتیموں کا مال کھانے والے جو ہیں ان کے بارہ میں فرمایا اِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا (النساء:11) کہ وہ صرف اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور جو ان ظلم کرنے والوں کے مددگار بنتے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے باہر نہیں نکل رہے ہوتے۔ جس کا آگے ذکر آیا ہے اسی آیت میں کہ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى (الانعام:153) کہ عدل سے کام لو خواہ کوئی قریبی ہو۔

پس یہ بہت خوف کا مقام ہے کہ یتیموں کے مال کی حفاظت بھی کی جائے اور غلط طریقے سے اگر کوئی اس کو استعمال کر رہا ہے تو ان کے کبھی مددگار نہ بنا جائے۔ پھر یتیموں کے مالوں کی حفاظت اور ان کے بالغ ہونے پر ان کے سپرد ان کا مال کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پورا کرو یعنی کاروبار میں دھوکہ نہ کرو۔ کیونکہ قوموں پر آنے والی تباہیوں میں یہ کاروباری دھوکے جو ہیں ایک وجہ بن جاتے ہیں۔ تو صحابہ کا طریق جو تھا کہ بعض دفعہ ایسے موقعے پیدا ہوتے تھے اگر بظاہر گاہک کو نقص نہ بھی نظر آ رہا ہو مال میں تب بھی اپنے مال کے بارہ میں وہ خود بتاتے تھے کہ اس میں یہ یہ نقص ہے تا کہ کسی بھی قسم کا دھوکہ نہ ہو۔ تو آخر پر پھر اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا عدل کا مَیں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ آخر پہ یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے کئے گئے اپنے عہد کو پورا کرو۔ پہلی باتیں تو ہیں معاشرے کی بہتری کے لئے اور ان کے حقوق قائم کرنے کے لئے لیکن ان پر عمل بھی تبھی ہو سکتا ہے جب یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس کا علم وسیع تر ہے وہ جانتا ہے کہ کون کس حد تک عہد نبھا رہا ہے۔ جب اپنے عہدوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات کو سامنے رکھتے ہوئے پورا کرو گے تبھی حقوق اللہ اور حقوق العباد کا صحیح حق ادا کر سکو گے اور جب یہ باتیں تمہیں سمجھ آ جائیں گی تو تبھی سمجھا جائے گا کہ تم نے نصیحت پکڑی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر سختی سے عمل کرنے پر کاربند ہونے کی کوشش کی ہے اور یہ دل میں خیال نہیں لائے کہ یہ کام میری استعدادوں اور صلاحیتوں سے بالاتر ہے بلکہ ہمیشہ یہ کوشش کرو کہ جو بھی احکامات اللہ تعالیٰ کے ہیں ہماری صلاحیتوں کے اندر ہیں اور ہم نے ان کو بجا لانا ہے۔ جب ہماری یہ سوچ ہو گی اور اس پر عمل کرنے کی کوشش ہو گی تو ہم اللہ تعالیٰ کے اس وعدے اور اس خوشخبری سے محض اور محض اس کے فضل سے حصہ پانے والے ہوں گے۔ جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (الاعراف:43)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ہم ان میں سے کسی جان پر وسعت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتے اور یہی وہ لوگ ہیں جو جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اللہ کرے کہ ہم ہمیشہ اُس خدا کے آگے جھکنے والے اور اُس کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں جس نے ہماری استعدادوں اور صلاحیتوں اور استعدادوں کے لحاظ سے ہمیں اعمال بجالانے کا حکم دیا ہے۔ جس نے ہم پر ہماری محدود وسعت کے مطابق اعمال کا بوجھ ڈالا ہے لیکن ساتھ ہی اپنی بے کنار اور بے انتہا اور وسیع تر نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے اپنی بخشش کی چادر میں لپیٹنے کی خوشخبری بھی دی ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اس کی وسیع تر رحمت اور شفقت کی وجہ سے ایمان میں بڑھنے اور نیک اعمال بجالانے کی کوشش کرتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

شادی ایک مقدس ذمہ داری

شبانہ اسماء ـــــــــــ کیلگری ویسٹ

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۝

(سورۃ الروم:22)

اور اس کے نشانات میں سے (یہ بھی) ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے جوڑے بنائے تاکہ تم اُن کی طرف تسکین (حاصل کرنے) کے لئے جاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ یقیناً اس میں ایسی قوم کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں بہت سے نشانات ہیں۔

تقویٰ: اسلامی معاشرے میں گھر بسانے کا آغاز نکاح کے مقدس بندھن میں بندھنے سے ہوتا ہے۔ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مبارک موقع کے لئے جن چار آیات کا انتخاب فرمایا اُن میں مومنوں کو بار بار تقویٰ اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اور آپؐ نے یقیناً خدا کے حکم سے ہی ان آیات کا انتخاب فرمایا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کے نزدیک اس مقدس جوڑ کے لئے تقویٰ کی کس قدر اہمیت ہے۔ رشتہ باندھنے سے پہلے بھی تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنا ضروری ہے اور بعد میں بھی اس رشتہ کی کامیابی کے لئے خدا سے ڈرتے ہوئے اس رشتے کو نبھانے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم ان دونوں باتوں کا خیال رکھیں تو خدا اور اُس کا رسولؐ ہمیں اس رشتہ میں کامیابی کی ضمانت دیتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"نکاح ایک ایسا Bond ہے جو لڑکے اور لڑکی کے درمیان خدا کو گواہ ٹھہرا کر اس وعدہ کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ ہم تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اس رشتہ کو نبھانے کی کوشش کریں گے"۔ (الفضل مطبوعہ یکم جون 2012ء)

تقویٰ کامیاب عائلی زندگی کا نسخہ کیمیا ہے۔ یہی وہ جڑ ہے جس سے ازدواجی زندگی ایک ایسا مضبوط اور باثمر شجر بن جاتی ہے جو سدا بہار ہے اور زندگی کے ہر مرحلے پر شیریں پھل پھول عطا کرتا رہتا ہے۔ جس کے سائے میں انسان کی نسلیں آرام و تسکین پاتی ہیں۔

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ — مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سنو ہے حاصلِ اسلام تقویٰ — خدا کا عشق ہے اور جام تقویٰ

انسان ساری زندگی یہ دعا کرتا ہے کہ "اے ہمارے رب ہمیں اپنے جیون ساتھی اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

(سورۃ الفرقان:75)

دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا اور آخرت کی فلاح کا راز بیان کر دیا ہے۔ اگر ہم اس کے مطابق اپنے عمل کو سنوارنے کی کوشش کریں تو خدا کے فضلوں کو جذب کرنے والے بن جائیں گے۔

جیون ساتھی کا انتخاب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عورت سے اُس کے دین، اُسکی دولت اور اسکے حسن و جمال کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے تم کو چاہیئے کہ تم کسی دین دار خاتون کو اختیار کرو۔ (اگر تم نے اختیار نہ کیا تو) تمہارے ہاتھ خاک آلود ہو جائیں۔ (سُنن نسائی جلد دوم باب النکاح افضل النساء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اس حدیث کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہایت گہری حکمت پر مبنی ہے کیونکہ اس میں نہ صرف مسلمانوں کی اہلی زندگی کو بہترین بنیاد پر قائم کرنے کا راستہ کھولا گیا ہے بلکہ ان کی اعلیٰ نسلوں کی حفاظت اور ترقی کا سامان بھی مہیا کر دیا گیا ہے۔

زیرِ نظر حدیث سے یہ مطلب بھی نہیں کہ انتخاب کے وقت دین کے علاوہ باقی سب پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ ورنہ بعض اوقات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دوسری باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مثلاً پردہ کے احکام نازل ہونے کے باوجود آپ فرماتے تھے کہ شادی سے پہلے اپنی ہونے والی بیوی کو دیکھ لو تاکہ ایسا نہ ہو کہ شکل کی وجہ سے تمہارے دل میں انقباض پیدا ہو۔

ایک دوسرے موقع پر ایک عورت آپؐ سے اپنی شادی کے متعلق مشورہ لینے کے لئے حاضر ہوئی تو آپؐ نے اُس سے فرمایا کہ میں تمہیں اُس شخص سے شادی کا مشورہ نہیں دیتا کیونکہ وہ مفلس اور تنگ دست ہے اور نہ میں تمہیں فلاں شخص سے شادی کا مشورہ دے سکتا ہوں کیونکہ اُس کے ہاتھ کا ڈنڈا ہر وقت ہی اُٹھا رہتا ہے ہاں فلاں شخص سے شادی کر لو وہ مناسبِ حال ہے۔ (سُنن نسائی جلد دوم باب نکاح)

یہ بات تو بہر حال ثابت شدہ ہے کہ کامیاب عائلی زندگی کے لئے جیون ساتھی کے انتخاب کو بہت اہمیت ہے۔ اسلامی معاشرے میں پورا خاندان بچوں کے شریک حیات کے انتخاب میں شامل ہوتا ہے۔ دونوں اطراف کے والدین لڑکے اور لڑکی کے

کوائف، سیرت و کردار اور خاندانی حالات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اور دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کی راہنمائی چاہتے ہوئے ایک نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ جن رشتوں میں تقویٰ اور دین کا پہلو مقدم رکھا جاتا ہے اور خدا سے ڈرتے ہوئے ان رشتوں کو نبھایا جاتا ہے وہی رشتے ہوتے ہیں جو بابرکت ثابت ہوتے ہیں۔ جن سے نیک نسلیں جنم لیتی ہیں۔

دعائیں: والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کی پیدائش سے ہی انکے لئے نیک ساتھی کی دعائیں شروع کر دیں۔ دعاؤں کو رشتوں میں بہت اہمیت حاصل ہے ان دعاؤں کا اثر بہت دور تک اولاد پر پڑتا ہے۔ لہٰذا اپنی اولاد کے لیے نہایت ہی عاجزانہ اور تضرّعانہ دُعائیں کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو یہ اعزاز کیسے ملا اور آپ نے ایسا کیا کام کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے داماد بنے اور آپ کو اتنا بڑا درجہ ملا۔ انہوں نے بتایا کہ میری یہ بچی جب پیدا ہوئی تو میں نے اس تڑپ کے ساتھ جس طرح ایک ذبح کیا ہوا جانور تڑپتا ہے۔ اللہ کے حضور یہ دعا کی تھی کہ اس کو خود سنبھالنا اور ایسا مقام عطا کرنا جو دنیا میں کسی کو نہ ملا ہو۔ جب میر صاحب یہ بیان کر رہے تھے تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ (خط حضور ایدہ اللہ تعالیٰ محررہ یکم اپریل 2011ء مطبوعہ احمدیہ گزٹ، سیرت حضرت اماں جانؓ صفحہ 168)

پھر رشتوں کی تجویز کے وقت ظاہری اور عمومی باتوں کی تسلی کے بعد خدا کے حضور جھکیں۔ بعض اوقات انسان اپنی سمجھ کے مطابق ایک چیز کو اپنے لئے اپنی سمجھ کے مطابق ٹھیک سمجھتا ہے لیکن خدا کے علم میں ہوتا ہے کہ وہ شے اُس کے لئے بہتر نہیں۔ اسی لئے اسلام میں استخارے کا مبارک طریق رائج ہے۔ بعض اوقات یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ والدین تو استخارہ کر رہے ہیں لیکن بچے جن کی زندگی کا فیصلہ ہونے جا رہا ہے۔ اُن کی اس طرف کوئی توجہ نہیں۔ بہت ہی ضروری ہے کہ وہ اپنے لئے خود بہت زیادہ دُعائیں کریں۔ ایسی دُعائیں جو خدا کا فضل ان کے لئے کھینچ لائیں۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ فرماتی تھیں کہ بچیوں کو بہت چھوٹی عمر سے اپنے نیک اور اچھے نصیب کی دعا شروع کر دینی چاہیے۔

بچے جب دعا کریں گے تو اُن کو یہ احساس بھی ہو گا کہ یہ معاملات کس قدر اہم ہیں اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی حاصل کرنے والے بھی بنیں گے۔

رشتوں کے مسائل: موجودہ دور میں ہمارے معاشرے پر مغرب کا اثر غالب ہے۔ بدقسمتی سے میڈیا نے اس کو مزید ہوا دے دی ہے۔ ڈراموں میں شادی کو محض ایک رومانوی قصہ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے نیز شادی بیاہ پر بے پناہ نمود و نمائش سے یہ پہلو اُجاگر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ شادی محض ایک تفریح کا نام ہے جبکہ شادی تو ایک مقدس ذمہ داری کا نام ہے۔ ایک عہد نبھانے کا نام ہے۔ میڈیا اور آج کل کے آزادانہ ماحول کے زیرِ اثر ہمارے ہاں شریکِ حیات کے انتخاب کا وہ طریق رائج ہوتا جا رہا ہے جو مغرب میں رائج ہے اور جس کی سزا مغرب کی نسلیں بھگت رہی ہیں۔ اس انتخاب کی بنیاد ظاہری شکل و صورت اور پسند ناپسند پر مبنی ہوتی ہے لہٰذا زیادہ دیرپا ثابت نہیں ہوتی اور ناکامیوں پر منتج ہوتی ہے۔

پھر جماعت سے باہر شادیوں کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے جو کہ ہمارے رشتہ ناطہ کے مسائل کو مزید گھمبیر بنا رہا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلفائے کرام کے واضح ارشادات موجود ہیں۔ اسلام میں پاکدامن اہل کتاب عورتوں سے شادی کی اجازت ہے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ اجازت مخصوص حالات کے لئے تھی۔ اسی طرح جماعت میں بھی شروع میں مخصوص حالات کے پیش نظر غیر احمدی لڑکیوں سے شادی کی اجازت تھی لیکن بعد میں ان شادیوں کے نقصانات کی وجہ سے احمدیوں کے لئے ہدایت ہے کہ لڑکا ہو یا لڑکی ان کے رشتے احمدیوں میں ہی کریں۔

ہمارے پیارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا

”یہ جماعت میں بہرحال ضرور دیکھا جائے گا کہ لڑکی جہاں رشتہ کر رہی ہے یا جہاں رشتے کی خواہش مند ہے وہ لڑکا بہرحال احمدی ہونا چاہیے۔ کیونکہ ان باتوں کا مقصد پاکیزہ معاشرے کا قیام ہے اور نیک اولاد کا حصول ہے۔ اگر احمدی لڑکے احمدی لڑکیوں کو چھوڑ کر دوسروں سے شادی کریں گے تو معاشرے میں، خاندان میں فساد پیدا ہونے کا خطرہ ہو جائے گا۔ اس لیے دین کا کفو دیکھنا بھی ضروری ہے جیسا کہ دُنیا کا“۔

(الفضل 12 اپریل 2005ء)

سوچنے کی بات ہے کہ جس عمارت کی بنیاد ہی اتنی کمزور ہو گی وہ عمارت کیسے قائم رہے گی۔ اس طرح کی شادیوں سے نیک نسلوں کے حصول کی کیا توقع ہو سکتی ہے اور اس میں ہم کیا خیر کا پہلو دیکھ سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ”رشتہ ناطہ میں یہ دیکھنا چاہیئے کہ جس سے نکاح کیا جائے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے۔ کسی ایسی آفت میں مبتلا تو نہیں جو موجبِ فتنہ ہو، اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں، صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔“ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 46)

خطبہ جمعہ 19 جنوری 2001 میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا

”لوگ اپنے معیار سے اونچا چاہتے ہیں۔ بعض لڑکیاں بڑی ہو رہی ہیں، معیار سے اونچے رشتے کی تمنا میں بیٹھی رہتی ہیں۔ اپنا معیار بھی تو دیکھیں کیا ہے اسی کے برابر رشتہ بھی قبول کریں۔ بعض جگہ یہ ظلم ہو رہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ولی تو باپ کو بنایا ہے لیکن ماں وہاں باپ کے اوپر سوار ہوتی ہے اور لڑکیاں بھی اپنی ماں کی طرف داری کر رہی ہیں۔ ایسی لڑکیاں سوائے اسکے کہ گھر میں بیٹھے بوڑھی ہو جائیں اور اُن کا کیا علاج کیا جائے۔ اونچے معیار بنائے ہوئے ہیں۔ آخر اگلے نے بھی تو معیار دیکھنا ہے۔ جس نے لڑکی ڈھونڈنی ہے وہ بھی تو کوئی معیار چاہتا ہے۔ تو یک طرفہ معیار جو کہ اونچا معیار ہے یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ (بقیہ صفحہ نمبر 13 پر)

اسلامی شادی کے نظام کے فائدے

شافی احمد_____مالٹن

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ (الحجرات:14) بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

ہمارے مذہب اسلام میں سب سے زیادہ اہمیت تقویٰ کی ہے۔ اللہ متقیوں کا دوست ہے۔ اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔ اچھا انجام متقیوں کو حاصل ہوتا ہے، تقویٰ پر قائم رہنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ترقیات کے دروازے کھلتے ہیں، جنت کا حصول آسان ہو جاتا ہے، زندگی سہل ہو جاتی ہے۔ ایک تقویٰ پرست انسان سے لوگ بھی تسلی میں رہتے ہیں اور خدا بھی راضی ہو جاتا ہے۔ اسی لئے والدین بچوں کی پیدائش سے پہلے ہی اپنے بچوں کے تقویٰ پر قائم ہونے کی دعائیں شروع کر دیتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُر معارف کلام کا ایک شعر ہے۔

؎ ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

یعنی تقویٰ ہی ہر شے کی بنیاد ہے۔ یوں تو ہم اس دعا سے اپنے بچوں کی نیک تربیت کا آغاز کرتے ہیں مگر پھر وقت گزرنے ساتھ ہمارا دھیان اُن کی دنیاوی ترقیات کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور ہم اُن کی دنیاوی خواہشات کی تکمیل میں اس قدر مگن ہو جاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ آج کی لہو و لعب سے بھری دنیا میں اُن کو باہر کے غلط ماحول سے بچانا کس قدر مشکل کام ہے۔ بے شک ہم ان کو برے دوستوں سے بچانے کے لئے بعض پابندیاں لگا دیتے ہیں مگر کیا ہم مکمل طور پر ان کو تمام شیطانی حملوں سے روک سکتے ہیں۔ ہر گز نہیں!

سو دُعا ہی ایسا گُر ہے جس سے انسان آنے والے مسائل سے بھی نمٹنے کی تیاری کر سکتا ہے۔

؎ یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سب ہی کا جب آوے وقت میری واپسی کا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو اپنی اُمت کے ہر فرد کو تقویٰ پر گامزن دیکھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا ہے۔ پھر ہم پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اولاد کی پیدائش کے وقت خوشی میں ہم نے جو شکرانے ادا کرتے ہوئے دُعائیں مانگی تھیں اُن کے لئے ہر لحہ تقویٰ شعاری اختیار کرتے ہوئے جاگزیں رہیں۔

نکاح کے وقت بھی تقویٰ کے پیارے تحفے کو ہاتھوں میں سمیٹ کر آگے چلنے کی نصیحت کی جاتی ہے۔ اسلام میں شادی کی اہمیت پر جس طریق سے زور دیا گیا ہے اگر ہم اُسی رنگ میں عمل کرتے ہوئے جلد از جلد اپنے بچوں کی شادی کا ارادہ کریں تو زندگی کے بہت سے مسائل سے بچ سکتے ہیں۔ مغربی ممالک میں جب بچوں کو Kinder garten سے ہی ویلنٹائن کے ذریعے لڑکے، لڑکی کو ایک دوسرے کو محبت کے پیغام دینا سکھایا جاتا ہے تو پھر بچوں میں لاشعوری طور پر ہی سہی، مگر یہ جذبات وقت سے پہلے ڈالنے شروع کر دیئے جاتے ہیں۔ جس پر ہمارا کام اُنہیں صحیح راستے کی طرف موڑتے ہوئے ان کے لئے جلد از جلد عمدہ انتخاب کی کوشش کرنا ہے۔ بچوں کے یونیورسٹی میں داخل ہونے پر رشتہ طے کر دیا جائے تو ان نوخیز کلیوں کے بکھرنے کے مواقع کم ہو جاتے ہیں۔ لڑکے یونیورسٹی تک پہنچ گئے تو چند سال میں ہی برسرِ روزگار بھی ہو جائیں گے۔ جب یہاں کے کینیڈین کلچر کے لوگ لڑکا لڑکی چار سال تک ایک ساتھ رہ کر بغیر شادی کے تعلیم حاصل کر رہے ہیں تو پھر ہمارے بچے شادی کر کے، تقویٰ اور نیکی اختیار کرتے ہوئے ساتھ کر تعلیم حاصل کیوں نہیں کر سکتے۔ کیا لڑکوں کے والدین اپنے بیٹوں کی بیویوں کو بیٹی بنا کر نہیں رکھ سکتے جب تک کہ یہ بچے اپنے پاؤں پر نہ کھڑے ہو جائیں۔

آجکل تو لوگ بچوں کیساتھ بھی اپنی ملازمتوں کے دوران مزید کورس کر کے ترقیات حاصل کر رہے ہیں۔ سوچنا صرف یہ ہے کہ کیا ہمارے نزدیک پاکیزگی کے ساتھ بر وقت بچوں کی رخصتی کی جائے یا لڑکے لڑکیاں اپنے کیریئر کی تکمیل کے انتظار میں اسلام کے احکام کو نظر انداز کرتے جائیں۔

اگر ہم اس اسلامی حکم کی تعمیل کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے کم عمری سے ہی بچوں کو تیار کرنا ہو گا۔ پھر رشتہ کی تلاش میں پہلا فیصلہ یہ کرنا ہو گا کہ بچوں کی جلد شادی کا ارادہ کریں اور دوسرا فیصلہ یہ کرنا ہے کہ لڑکے کے لئے ایسی لڑکی تلاش کی جائے جو اسکی آئندہ نسل کو عمدہ تربیت کے ذریعہ تقویٰ کی راہ پر چلانے والی ہو اور لڑکی کے والدین بھی ایسا رشتہ ڈھونڈیں جو تقویٰ کے معیار پر پورا اُترتا ہو۔ اگر کسی کو خوفِ خدا ہو گا تو وہ لڑکی کو خوش رکھنے کے لئے ہر دم کوشش کرے گا۔ رزق دینا تو خدا کا کام ہے۔ اس کی ذات رب العالمین ہے، اس نے پالنے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ وہ ذات تو سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں، گھنے جنگلات میں، اپنی تمام مخلوق کو رزق عطا کرتی ہے۔ ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ بہت پیسے والے لوگ بھی اگر خدانہ چاہے تو کاروبار میں یا کسی اور نقصان کے باعث اپنی دولت سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں لیکن اگر خدا تعالیٰ پر توکل کیا جائے تو خدا تعالیٰ غیب سے بھی رزق مہیا کر دیتا ہے۔

پھر ایسی تقویٰ کے ساتھ کی گئی شادی میں دن بدن تقویٰ میں خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ترقی ہوتی ہے۔ اب ان دونوں وجودوں کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ دولہا اور دلہن نے ایک دوسرے کے والدین کو اپنے والدین سمجھنا ہوتا ہے اور ان کے بہن بھائیوں کو خوش دلی سے اپنانا ہوتا ہے۔ شادی کا یہ فرق ہمیں مغربی معاشرے سے ممتاز کرتا ہے۔

اب ہمارا یہاں یہ کام ہے کہ ہم اپنے بچوں کو سکھائیں کہ ہم نے اس معاشرے کی تقلید نہیں کرنی جیسا کہ یہاں ماں باپ بڑھاپے میں اکیلے رہ جاتے ہیں۔ 15 سال کی عمر ہوتے ہی ماں باپ اپنے بچوں کی ذمہ داری سے فارغ ہو جاتے ہیں اور پھر ساری زندگی تنہا رہ جاتے ہیں۔ ہمارے لئے تعلیم ہے کہ ہم اپنے رشتوں کی قدر کریں اور اپنی زندگی کو جنت بنائیں۔ لڑکوں کو چاہیے کہ وہ پرانے زمانے کے فرسودہ نظام کی طرح لڑکیوں کو کمزور نہ سمجھیں بلکہ ان کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں زندگی گزاریں۔ اسی طرح لڑکیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ صرف مغربی دنیا کی تقلید میں یہ نہ سمجھیں کہ انہوں نے لڑکوں سے امید رکھنی ہے کہ وہ ہی گھر، بچے اور باہر کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ لڑکیوں کو چاہیئے کہ شوہر کی گھریلو ضروریات کو مکمل کرنا اپنی ذمہ داری سمجھیں اور اس کا حق ادا کریں۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم میانہ روی کو بھول جاتے ہیں۔ کیونکہ یہی وہ اصول ہے جس سے تقویٰ پر چلنے کے ساتھ گھر جنت بن جاتے ہیں۔ جب آپ کو محسوس ہو کہ آپ کا گھر جنت نما ہے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ خدا کی رضا کی راہوں پر چل رہے ہیں۔ اور جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ جب یہاں جنت نہ بنائی تو وہاں بھی جنت نہ ملے گی۔

سو خدا پر توکل کرتے ہوئے رشتے بنانے اور نبھانے چاہئیں کیونکہ اسی صورت میں اولاد کی شخصیت نکھر کر سامنے آتی ہے اور نہ صرف آپ خود خوش و خرم رہتے ہیں بلکہ آپکی اولاد بھی آپ کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے۔

کثرت سے رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۞ (سورہ الفرقان:75) کا وِرد کرنا چاہیئے۔ اور جو نہی بچے بڑے ہوں تو ان کو بھی یہ دعا سکھادیں تاکہ وہ بھی اس دعا کو باقاعدگی سے پڑھیں۔ اسی طرح جب رشتہ ڈھونڈنے کا وقت آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۞ (سورہ القصص:25) بھی یاد کر کے کثرت کے ساتھ دُہرائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے بچوں کو اللہ کی رضا کی راہوں پر چلنے والا بنائیں۔ ان کے دلوں میں اللہ، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دیں۔ اللہ ہم سے اور احمدیت کی آنے والی نسلوں سے راضی رہے اور نئی آنے والی نسلوں کو متقیوں کا امام بنائے۔ آمین۔

(بقیہ از صفحہ نمبر 11)

بلکہ ہماری شادی کے رشتوں میں بہت بڑی ایک لعنت ہے۔ اسکو ختم کرنا چاہئے "۔ (روزنامہ الفضل 28 مارچ 2001)

اسی طرح لڑکیاں زیادہ پڑھ لکھ جاتی ہیں تو وہ اپنی علمی قابلیت اور مالی حالات کے مطابق لڑکے کے کوائف پوچھتی ہیں۔ جبکہ دار صل معیار یہ ہونا چاہئے کہ لڑکے کی دینی حالت کیا ہے، جماعت سے تعلق کیسا ہے۔ چندوں کی حالت کیا ہے۔ کیونکہ یہی وہ اطوار ہو سکتے ہیں جو آئندہ زندگی میں عمدہ معیار کی کڑی ثابت ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح لڑکے بھی عموماً خوبصورت، نوکری کرنے والی لڑکی کی خواہش رکھتے ہیں، چاہے خود کوئی کام نہ کرتے ہوں۔ بعض اوقات بچیوں کی تعلیم کو لے کر رشتوں میں بلاجواز التوا بھی رشتوں کی تلاش میں مسائل پیدا کر رہا ہے۔

اعلیٰ ڈگریوں کی خاطر بروقت آئے ہوئے رشتوں کو ٹھکرا دینا بہت حماقت ہے یہ بچیوں پر منفی اثرات ڈال رہا ہے۔ اسی طرح بعض نوجوان لڑکے شادی کی عمر پر پہنچنے اور برسرِ روزگار ہونے کے باوجود شادی سے گریزاں ہیں۔ ذمہ داری سے بچنے کے لئے فرار کی راہ اختیار کر رہے ہیں۔ یہ اسلام کی تعلیم کے صریحاً خلاف ہے۔ شادی سُنتِ رسول ہے۔ بچوں کے اس قسم کے رویے کی کبھی بھی حمایت جائز نہیں۔

بعض اوقات پڑھے لکھے نوجوان مالی لحاظ سے کچھ کمزور ہوتے ہیں۔ تو لوگ رشتہ نہیں دیتے۔ یہ بھی خدا تعالیٰ پر توکل سے دوری ہے کیونکہ کچھ باتیں خدا پر توکل کرنے کی بھی ہوتی ہیں۔ ہمیں یہ سوچنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ مسائل جو اَب اِس وقت ہماری جماعت کے والدین اور بچوں کو دَر پیش ہیں ۔ کہیں یہ ہمارے اپنے ہی پیدا کردہ تو نہیں؟؟

اس لمحۂ فکریہ میں ہمیں اپنے نیک نمونے اپنے بچوں کے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ ان کی سوچ کو بدلنے کی ضرورت ہے اور اس کا آغاز بچے کی چھوٹی عمر سے ہی کر دینا چاہیئے۔ بچوں کا تعلق خدا سے اتنا مضبوط بنا دینا چاہیئے کہ انہیں یہ یقین ہو کہ ہمارا رب ہمارے لئے بہترین سامان پیدا فرمائے گا۔ اگر آج ہمارے بچے متقی بن جائیں تو خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والے ہوں گے اور اپنی زندگی کے اس اہم مرحلے پر وہ خود بھی تقویٰ سے کام لیں گے اور دعاؤں سے بھی اور توکل سے بھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والے ہوں اور انہیں بطریقِ احسن نبھانے والے ہوں۔ آمین۔

نکاح وشادی کی اہمیت

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

ذکیہ رفیق جنجوعہ۔۔۔ایئرڈری، کیلگری

جس مخلوق کو ایک خاص شان، شرف اور اہتمام کے ساتھ کُرّہ ارض پر بسایا جارہا تھا۔ اُس کے لئے ضروری تھا کہ ایک بہترین ضابطہ حیات بھی مقرر کیا جاتا تا کہ وہ اپنے اعزاز کو برقرار رکھ سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''لَا رَھْبَانِیَّۃَ فِیْ الْاِسْلَام'' کا درس دے کر رہبانیت کی حوصلہ شکنی فرمائی اور مرد کو عورت کے ساتھ احسن رنگ میں ازدواجی زندگی گزارنے کی تلقین فرمائی اور اسے معرفتِ الٰہی کا ذریعہ قرار دیا اور فرمایا ترجمہ ''کہ نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں''۔(بخاری ابن ماجہ باب النکاح)

آج جن مہذب معاشروں میں نکاح سے فرار حاصل کیا گیا ہے انہوں نے گناہ کے دروازے اپنے اوپر کھول رکھے ہیں اور گناہوں بھری زندگی گزارنے کو ترجیح دی ہے مرد کا عورت کی عزت سے کھیلنا معمول بن چکا ہے۔ اور عورت اپنا مقام کھو چکی ہے۔ جس کو اسلام نے ناپسند فرمایا ہے اور نکاح کو ایک اہم فریضہ قرار دیا ہے۔

نکاح جو مرد اور عورت کے درمیان ایک معاہدہ کا نام ہے اس کی اہمیت کے بارے میں ایک حدیث حضرت انسؓ سے مروی ہے آپ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہؓ نے ترکِ دُنیا کا عہد کیا۔ کسی نے کہا میں شادی نہیں کروں گا، کسی نے کہا کہ میں مسلسل نماز پڑھتا رہوں گا اور سونا چھوڑ دوں گا، کسی نے کہا میں روزے رکھتا چلا جاؤں گا اور افطار نہیں کروں گا۔ جب یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو فرمایا یہ کیسے لوگ ہیں جو اس طرح کہتے ہیں میں تو روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں نے شادیاں بھی کی ہیں۔ پس جو شخص میری سنت سے منہ موڑتا ہے۔ میرا اُس سے کوئی تعلق نہیں۔(بخاری کتاب النکاح)

اسی طرح ایک اور حدیث میں حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن بندہ جب نکاح کر لیتا ہے تو وہ اپنا نصف دین مکمل کر لیتا ہے۔ اس لئے باقی نصف کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔(مشکوٰۃ ابواب النکاح)

اس حدیث کے مطابق نکاح انسان کے لئے ایک حفاظتی قلعہ ہے جس میں رہ کر وہ برائی کی طرف مائل نہیں ہوتا اور میاں بیوی ازدواجی زندگی میں داخل ہو کر حقوق و فرائض احسن طریق سے شریعت کے مطابق ادا کر سکتے ہیں اور اس طرح ان کا نصف دین بھی مکمل ہو جاتا ہے۔

نکاح کا یہ اہم فریضہ چند مراحل سے گزر کر پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے جن میں سے سب سے اہم اور بنیادی مسئلہ شریکِ حیات کے انتخاب کا ہے۔ اس انتہائی اہم اور نازک مرحلہ پر ایک ادنیٰ سی چُوک ازدواجی زندگی کے لئے بے حد خطرناک ہو سکتی ہے اور زوجین کی پوری زندگی عذاب بن سکتی ہے۔ اس لئے اس معاملہ میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیئے۔ اس مسئلہ کے حل کے بارے میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''کسی عورت سے نکاح کرنے کی چار ہی بنیادیں ہو سکتی ہیں یا تو اس کے مال کی وجہ سے یا اُس کے خاندان کی وجہ سے یا اُس کے حُسن و جمال کی وجہ سے یا اس کی دینداری کی وجہ سے۔ لیکن تُو دین دار عورت کو ترجیح دے۔ اللہ تیرا بھلا کرے اور تجھے دین دار عورت حاصل ہو۔(بخاری کتاب النکاح)

ایک اور حدیث میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''دُنیا تو سامانِ زیست ہے اور نیک عورت سے بڑھ کر کوئی سامانِ زیست نہیں۔(ابن ماجہ ابواب النکاح)

گویا کہ نکاح کے وقت خاندان کی عمارت کی بنیادی اینٹ رکھی جانی مقصود ہوتی ہے اس بنیادی اینٹ کے چناؤ اور اس کو عمدگی سے بنیاد میں رکھنے کے لئے اسلامی اصول کو اپنانا ضروری ہے اگر یہ اینٹ درست رہی تو عمارت بھی درست رہے گی۔ یہی مضمون نکاح کے وقت مدِّنظر رکھنا چاہیے۔

چونکہ نکاح ایک ایسا ازدواجی رشتہ ہے کہ اس کے پایۂ تکمیل تک پہنچنے کے بعد دو مختلف انسانوں کی مشترکہ زندگی کا آغاز ہو جاتا ہے اور دو اکائیاں مل کر زندگی کی شاہراہ پر چلنا شروع کر دیتی ہیں اسی لیے اسلام نے نہ صرف اس بات کی اجازت دی ہے بلکہ حکم دیا ہے کہ فریقین اپنے ہونے والے شریکِ حیات اور رفیقِ سفر کے متعلق جانچ پڑتال کر کے اطمینان کر لیں ورنہ بغیر دیکھے بھالے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو جانے سے اندیشہ ہوتا ہے کہ نکاح کا عظیم المقصد رشتہ کسی معمولی روک

کے باعث ٹوٹ نہ جائے۔یہی وجہ ہے کہ اسلام نے پردہ کی تاکید کے باوجود حکم دیا ہے کہ رشتۂ نکاح میں منسلک ہونے والا نیا جوڑا باہم ایک دوسرے کو دیکھ کر اپنی پسند یا ناپسند کا اظہار کر سکے۔

حضرت مغیرہؓ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک جگہ منگنی کا پیغام دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس لڑکی کو دیکھ لو کیونکہ اس طرح دیکھنے سے تمہارے اور اُس کے درمیان موافقت اور اُلفت کا امکان زیادہ ہے۔(ترمذی کتاب النکاح)

نکاح کا مناسب اعلان ہونا بہت ضروری ہے اور اسلام نے اعلانیہ نکاح کو پسند فرمایا ہے تا تمام لوگوں کو علم ہو جائے کہ یہ لڑکا اور لڑکی آج کے بعد اپنے لئے نئے گھر کی بنیادی رکھ رہے ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”نکاح کا اعلان کرو، مسجد میں پڑھاؤ اور اُسکے اعلان کے لئے دَف بجاؤ“۔(ترمذی کتاب النکاح)

اس کے بالمقابل خفیہ نکاح کو اگرچہ گواہان موجود ہوں ناپسند فرمایا ہے۔

(ترمذی کتاب النکاح)

نکاح کے متعلق قرآن کریم کی یہ آیات اطلاق پاتی ہیں۔یہ چار آیات ہیں۔سورہ النساء آیت 2، سورہ الاحزاب آیات 71-72 اور سورۃ الحشر آیت 29۔یہ آیات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر خطبہ نکاح کا حصہ ہوا کرتی تھیں۔

حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یوکے 2011 کے موقع پر مستورات سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ”سب سے پہلی بات جسکی طرف ان آیات میں توجہ دلائی گئی ہے وہ تقویٰ ہے اور ان آیات میں پانچ مرتبہ تقویٰ کا ذکر ہے اور ہر مرتبہ جب تقویٰ کا ذکر آیا ہے تو فرمایا: اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو“۔

پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”یہ تقویٰ اگر حاصل ہو جائے تو پھر مرد اور عورت میاں بیوی کے رشتے میں منسلک ہو کر ایک اکائی بن جاتے ہیں۔یہی وہ رشتہ اور جوڑ ہے جس سے آگے نسل چلتی ہے اگر اس اکائی اور جوڑ میں تقویٰ نہ ہو پھر آئندہ نسل کے تقویٰ کی بھی ضمانت نہیں“۔(الفضل انٹرنیشنل 4 مئی 2012ء)

ایک اور موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”عورت کو ہمارے دین نے گھر کی نگرانی اور خاوند کے گھروں کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی ہے جب تک تم اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانو گی اپنی ذمہ داری نہیں سمجھو گی۔تمہارے ہاں سکون پیدا نہیں ہو سکتا۔پس اے احمدی عورتو! تم اپنے اس اعلیٰ مقام کو پہچانو اور اپنی نسلوں کو برائیوں سے بچاتے ہوئے انکی اعلیٰ اخلاقی تربیت کرو اور اسی طرح اپنی آئندہ نسلوں کے بچاؤ کی ضمانت بن جاؤ۔اللہ تعالیٰ آپ کو اپنا مقام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ اپنی آئندہ نسلوں کو سنبھالنے والی بن سکیں۔آمین۔(جلسہ سالانہ گھانا 2004)

مضمون کے آخر میں میاں بیوی کے حقوق کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔نکاح کے ذریعہ میاں بیوی جو رشتۂ زوجیت میں منسلک ہو رہے ہوتے ہیں، اُن کے اگر حقوق ہیں تو فرائض بھی ہیں لیکن حقوق کے لفظ میں کچھ ایسی کشش ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے ہم فرائض کو بھول جاتے ہیں۔اگر مرد کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے جذبات واحساسات کا احترام کیا جائے تو ویسا ہی عورت بھی چاہتی ہے۔ہر انسان چاہتا ہے کہ دوسرا اُس سے پیار کرے محبت کے پھول کِھلائے تا اپنے غم اس کے ساتھ بانٹ سکے۔اگر مرد چاہتا ہے کہ بیوی اس سے پیار کرے تو عورت بھی پیار کی متمنی ہو گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی جماعت کو یہی تعلیم دی ہے۔آپؑ فرماتے ہیں ”جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔(کشتی نوح)

مرد اور عورت دونوں کو ہمیشہ ایک دوسرے کے جذبہ محبت کی قدر کرنی چاہیئے تا یہ مقدس بندھن معمولی معمولی باتوں اور تکرار سے ٹوٹ نہ جائے۔اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہماری مدد فرمائے۔آمین۔

خوبصورتی کے بہترین راز

امتہ السلام طارق _____ کیلگری ساؤتھ

1. ہاتھوں کی خوبصورتی کے لیے اپنے ہاتھوں سے صدقہ دیں۔
2. آواز کی خوبصورتی کے لیے قرآن پاک کی تلاوت کریں۔
3. آنکھوں کی خوبصورتی کے لیے اللہ کے خوف سے آنسو بہائیں۔
4. چہرے کی خوبصورتی کے لیے وضو کی عادت ڈالیں۔
5. دل کی خوبصورتی کے لیے اپنے دل میں اللہ کی یاد بسائیں۔
6. دماغ کی خوبصورتی کے لیے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کریں۔

جواب: بوجھو تو جانیں

① یورپ اور ایشیا ② ماؤنٹ ایورسٹ ③ صرف ایک بار، پھر وہ 45 رہ جائے گا
④ وہ پیدل جا رہا تھا ⑤ کان، ناک

جواب: کہانی ”توکّل علی اللہ کرنا“

حضرت رابعہ بصریؒ

بچوں کے رشتے اور اسلام کے چند سنہری اصول

عمرانہ عالمگیر_____ہملٹن ماؤنٹین

قرآن وحدیث کی روشنی میں ہمارے پیارے خلفاء کی نصائح اور خاکسار کی زندگی کے کچھ تجربات و اصول پیش ہیں جو ہم نے اپنے بچوں کے رشتے کرتے وقت اپنائے، امید کرتی ہوں کہ یہ تحریر آپ کے لیے فائدہ مند ثابت ہو گی۔

فرمان باری تعالیٰ ہے

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ (النساء35)

پس نیک عورتیں فرمانبردار اور غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جن کی حفاظت کی اللہ نے تاکید کی ہے۔

اسی طرح حدیث سے بھی ہمیں نیک عورت کے انتخاب کی نصیحت ملتی ہے۔

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت سے نکاح چار چیزوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ سکے مال کی وجہ سے، اسکے خاندانی شرف کی وجہ سے، اسکی خوبصورتی کی وجہ سے اور اسکے دین کی وجہ سے اور تُو دیندار عورت سے نکاح کر کے کامیابی حاصل کر۔ اگر ایسا نہ کرے تو تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے گی یعنی آخر میں تجھے ندامت ہو گی"۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین حدیث 5090)

خلیفۃ المسیح الرابع حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ علیہ نے خطبہ جمعہ 19 جنوری 2001 میں رشتوں کے متعلق نصیحت فرمائی

"حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے پاس ایک عورت کی شادی کا پیغام آیا ہے جو اچھے خاندان اور مرتبہ والی ہے مگر اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں ہے۔ کیا میں اُس سے شادی کر لوں۔ اب اُس کے خاندان اور مرتبہ کی خاطر اُس نے اُس سے شادی کا فیصلہ کیا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا 'نہیں'۔ دوبارہ پوچھنے آیا تو پھر منع فرمادیا۔ تیسری مرتبہ پھر اجازت لینے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روک دیا اور فرمایا کہ ایسی عورت سے شادی کرو جو زیادہ بچے جننے والی اور بہت محبت کرنے والی ہو۔ میں تمہاری وجہ سے کثرت حاصل کرنے والا ہوں۔

اب شادی سے پہلے کیسے پتا چل سکتا ہے کہ کوئی عورت بہت بچے پیدا کرنے والی ہو گی۔ اس کی خاندانی روایات پر نگاہ رکھی جاتی ہے۔ اگر ماں اور باپ اچھے بچوں والے ہوں تو لازماً ان کی بیٹی بھی پھر اچھے بچوں والی ہو گی اور جہاں تک اسکی محبت کا تعلق ہے وہ پوچھ گچھ سے، تحقیق سے پتہ چل سکتا ہے کہ محبت والی طبیعت ہے کہ نہیں۔

ایک حدیث ہے سنن النسائی سے لی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا ساری کی ساری فائدہ والی چیز ہے اور دنیا کی بہترین چیز نیک عورت ہے"۔

(الفضل انٹرنیشنل 23 فروری 2001)

متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین والی، بہت محبت کرنے والی اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی عورت سے شادی کرنے پر ترغیب دلائی ہے۔ یہ چیز نیک بیوی پسند کرنے کے انتہائی مؤثر اہتمام پر دلالت کرتی ہے، اس لئے کہ جہاں اس میں ازدواجی مصلحتیں پنہاں ہیں وہاں یہ اولاد کی اصلاح پر بھی گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔

اسلام نے ہمیں رشتے کرنے کے اصول بتا دیئے ہیں لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ کس حد تک ہم ان اصولوں پر عمل کرتے ہیں۔ اور ان اصولوں پر عمل نہ کر کے کن مشکلات سے گزرتے ہیں۔

والدین کو اپنے بچوں کے بارے میں اچھی طرح اندازہ ہوتا ہے کہ کیسے ساتھی کے ساتھ یہ اپنی خوشگوار زندگی گزار سکتے ہیں اور اسی طرح بعض والدین کو یہ بھی اعتماد ہوتا ہے کہ ہمارے بچے اس قابل ہیں کہ وہ ہر طرح کے ماحول میں اپنے آپ کو ڈھال لیں گے، زندگی میں حالات ایک سے نہیں رہتے اور ہر طرح کے حالات کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہنا چاہئے۔ ہمیشہ اچھے کی امید رکھنی چاہیے اور ہر کام میں اللہ تعالیٰ پر کامل توکل و یقین ہونا چاہیے۔ یقین کیجئے اگر آپ اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اپنے بچوں کے رشتے کریں گے تو نہ صرف بہت سے مسائل سے بچ جائیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ سب کام خوش اسلوبی سے کر بھی دے گا۔

بچوں کے رشتے کرنے سے پہلے جس بچے کا رشتہ کرنا ہو اُس سے پوچھیں کہ آپ کیسا ساتھی چاہتے ہیں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اسلام کے معیار کے بارے میں ضرور آگاہ کریں، اور اسے کہیں کہ اپنے لیے نیک اور اچھے ساتھی کی دعا

کرو۔ اگر خاندان میں بچوں کے رشتے ہیں تو آپ اُنہیں اس رشتہ کے لیے بھی مائل کر سکتے ہیں۔ ایسا کرنے سے پہلے اچھی طرح سوچیں اور غور کریں کہ جس بچے کا رشتہ آپ اپنے خاندان میں کرنا چاہتے ہیں۔ آیا وہ اتنا سمجھدار ہے کہ وہ پچھلے رشتوں کو ساتھ لے کر چلے گا اور خاندان کو مزید جوڑنے اور قریب لانے کا باعث بنے گا نہ کہ پہلے رشتوں میں بھی کڑواہٹ کا سبب بن جائے گا، اور بعض دفعہ ہماری سوچ اور کوشش کچھ معنی نہیں رکھتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے زیادہ بہتر سوچا ہوتا ہے، اور یہ اُسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ پوری توجہ اور اخلاص سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں۔

آپ جس بچے یا بچی کا رشتہ کرنا چاہتے ہیں اُس سے پوچھ بھی لیا، سمجھا بھی دیا اور رشتہ کی تلاش شروع کر دی۔ اب یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ آپ کو سب کچھ اپنے بنائے ہوئے معیار کے مطابق نہیں ملے گا، کچھ کمی بیشی ہو سکتی ہے لیکن یہ سوچ رکھیں کہ اگر آپ کچھ چھوڑ رہے ہیں تو دوسرا بھی کچھ چھوڑ رہا ہے۔ اپنے بچے کو منائیں کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ کی اگر اس رشتہ میں رضا شامل ہو گی تو ہر کام بغیر کسی رکاوٹ کے خوش اسلوبی سے ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

سب سے اہم بات جو تمام والدین کو یاد رکھنی چاہیے وہ یہ ہے کہ جس بچے کا بھی رشتہ آئے اگر آپ کو پسند ہے تو صرف اُس بچے کو ہی اُس کی تصویر دکھائیں باقی بچوں کو نہیں۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ ماں باپ سب بچوں کو تصویر دکھا دیتے ہیں اور ایک تنقید کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور جس کے لیے رشتہ آیا ہوا ہوتا ہے اُس کا دل بُرا کر دیتے ہیں اور رشتہ مناسب ہوتے ہوئے بھی نامناسب بن جاتا ہے۔ ماں باپ آپ ہیں، آپ نے فیصلہ کرنا ہے، بچے تو بچے ہیں ان کے مشورے کی آغاز میں ہرگز ضرورت نہیں ہوتی جب آپ طے کر چکیں تو باقی بچوں کو بتا دیں کہ یہ ہمارا فیصلہ ہے۔ اس طرح آپ پُرسکون طریقے سے اپنے بچے یا بچی کے لیے بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ بروقت فیصلہ کر سکتے ہیں کیونکہ رشتے آنے کا بھی ایک وقت اور عمر ہوتی ہے۔

رشتہ تلاش کرنے کے دور میں ہر روز نماز تہجد کے بعد سورۃ المزمل پڑھیں اور اپنی بیٹی یا بیٹے کے لیے ساری زندگی اچھا ساتھ نبھانے والے ساتھی کی دعا کریں۔ مناسب رشتہ ملنے پر دعائے استخارہ کرنا بھی بہت ضروری ہے دعائے استخارہ تین سے پانچ دن تک ضرور کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہر کام کے لیے دعائے استخارہ کرتے تھے اور یہ نہیں کہ دعا کر کے اچھے یا برے خواب کا انتظار کرتے تھے بلکہ اپنا کام جاری رکھتے تھے، اس بات پر انہیں کامل یقین تھا کہ اگر یہ ہمارے لئے بہتر ہے تو تمام کام عمدگی سے ہو جائے گا اور اگر ہمارے لئے ٹھیک نہیں ہے تو اس میں رکاوٹ پڑ جائے گی، اپنی نیت اچھی رکھیں اور اچھے کی امید رکھیں اللہ تعالیٰ آپ کے لئے بہترین فیصلہ کرے گا۔ ان شاء اللہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت اماں جانؓ کی نصائح کا ذکر کیا اور فرمایا آپؓ اکثر بچوں اور بچیوں کو یہ نصیحت بھی فرمایا کرتی تھیں کہ اپنے نئے گھر میں جا رہی ہو وہاں کوئی ایسی بات نہ کرنا جس سے تمہارے سسرال والوں کے دلوں میں نفرت اور میل پیدا ہو اور تمہارے اور تمہارے والدین کے لئے بدنامی کا باعث ہو۔ پس سسرال کے معاملات میں کبھی دخل نہیں دینا چاہئے۔ جو اُن کے معاملے ہو رہے ہیں، ہونے دو۔ نہ ہی ساس کی اور نندوں کی باتیں خاوند سے شکوے کے رنگ میں کرنی چاہئیں۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی بیٹی تھیں جیسا کہ میں نے کہا انہوں نے حضرت خلیفہ اولؓ کی بھی ایک نصیحت بیان فرمائی ہے۔ جو حضرت خلیفہ اولؓ اُن کو بھی کرتے تھے اور دوسری بچیوں کو بھی کیا کرتے تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ آج یہ نصیحت اور اس پر جو عمل ہے پہلے سے زیادہ اہم ہے اور بارہ تیرہ سال کی جو بچیاں ہیں، جوانی کی عمر میں قدم رکھ رہی ہوتی ہیں، اُن کو ضرور یہ دعا کرنی چاہئے۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے آپؓ کو کئی مرتبہ فرمایا کہ: دیکھو اللہ تعالیٰ کے آگے کوئی شرم نہیں، تم چھوٹی ضرور ہو مگر خدا سے دعا کرتی رہا کرو کہ اللہ مبارک اور نیک جوڑا دے"۔ (سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ یوکے خطاب فرمودہ 4/ اکتوبر 2009)

جب آپ رشتہ طے کر دیں تو اپنے بچے کو اچھی طرح سمجھا دیں کہ اپنی، اپنے والدین اور خاندان کی عزت رکھے۔ بلاوجہ کسی بھی بات کو غلط انداز سے نہ لے اور مثبت رویہ اپناتے ہوئے پُرسکون انداز سے اپنی چادر کے مطابق زندگی گزارے۔ گھر کو پُرسکون بنانے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ ایک دوسرے کا خیال رکھا جائے اور عزت کی جائے، آپ کا ساتھی اگر آپ کے مطابق آپ کا کم خیال رکھ رہا ہے یا وہ عزت نہیں دے رہا جس کے آپ حقدار ہیں تو بالکل فکر نہ کریں ایک دن آئے گا کہ سب کچھ آپ کی خواہش کے مطابق ہو گا۔ صرف شرط یہ ہے کہ آپ پوری ایمانداری سے رشتہ نبھائیں اور ایک دوسرے میں اپنی خوشیاں تلاش کریں، پھر آپ کے گھر میں، آپ کے رشتے میں اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا۔ جن گھروں میں لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں اُن گھروں سے برکتیں اُٹھ جاتیں ہیں اور رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے اُس وقت تک جب تک کہ اپنے رویوں پر شرمندہ نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اُس کی رحمت کے طلبگار نہ ہوں۔

سو پیاری بہنو! ان گزارشات کا نچوڑ یہ ہے کہ آپ نے اپنے بچوں کے رشتے کرنے ہوں یا خود شادی کے بعد اپنی خوش و خرم زندگی گزارنی ہو، اللہ تعالیٰ کے ہمیشہ شکر گزار ہوں اور ہر حال میں اُسکی مدد چاہتے ہوئے اُسکی رضا کے طلبگار رہیں تا دائمی سکون پا سکیں اور پُرامن گھر آباد ہو سکیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

شادی خانہ آبادی

حرا آفتاب_____پیس ویلج سنٹر ویسٹ

خدا تعالیٰ نے انسان کے لئے اس دنیا میں ایک مقدس اور پاک رشتہ قائم فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی عظیم الشان کتاب میں فرماتا ہے:

اے لوگو! اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں میں سے مَردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام کے واسطے دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رِحموں (کے تقاضوں) کا بھی خیال رکھو۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔

(النساء:2)

انسان کو زندگی میں بارہا کسی دوسرے کے سہارے کی ضرورت پڑتی ہے اور فطرتاً وہ کسی ایسے پر بھروسہ کرتا ہے جو اس کو بہت قریب سے جانتا ہو۔ میں اکثر سوچتی تھی کہ شائد اکیلے تن تنہا بھی زندگی گزاری جاسکتی ہے تاکہ انسان کی سوچوں پر کسی قسم کی قید نہ ہو اور وہ اپنی زندگی اپنے خدا کی عبادت میں گزار دے۔ لیکن! اگر میں ایسا کرتی تو یہ ایک مجرد کی زندگی ہوتی جس کی اسلام میں اجازت نہیں ہے۔

اپنے خاندان میں اکیلی احمدی ہونے کے ناطے مجھے کس قدر مخالفت کا سامنا تھا، یہ میں جانتی تھی یا میرا خدا۔ آخر خدا نے چھوٹی بہن کو احمدیت کی آغوش میں ڈال کر میرا سہارا بنا دیا۔ لیکن اصل امتحان ابھی باقی تھا اور وہ تھا شادی۔۔۔ والدین کی خواہش تھی کہ احمدیت ترک کر کے ہم اپنے رشتہ داروں میں شادی کرنے پر رضا مند ہو جائیں۔ لیکن میرے لئے یہ اس سے آسان تھا کہ میں اپنی زندگی داؤ پر لگا دیتی اور خدا نے مجھے ایسا کرنے کی توفیق دی۔ گھر والوں کے آگے ڈٹ کر کھڑی رہی کہ احمدی سے ہی شادی کروں گی۔ لیکن آخر کب تک گھر والے سنتے، زبردستی شادی طے کر دی گئی۔

میرے ذہن میں کئی سوال روز اٹھتے تھے۔ سب سے زیادہ پریشانی مجھے یہ سوچ کر ہوتی تھی کہ میں تو شائد پھر بھی کوشش کر کے احمدیت پر قائم رہ سکوں، لیکن میں اپنی اولاد، اپنی نسل کی کس طرح تربیت کر سکوں گی؟ اُن کو ایک احمدی معاشرہ کس طرح میسر آئے گا؟ کیا میری اولاد بھی اُن سب تکالیف سے گزرے گی جن سے میں گزر رہی ہوں؟ اپنے اس غم کو دعاؤں میں ڈھالتی رہی اور روز اپنے رب سے یہی التجاء کرتی رہی کہ اے میرے پیارے اللہ، اے میرے قادر خدا، تو نے تو اپنی مقدس کتاب میں فرمایا ہے کہ نیک مردوں کے لئے نیک عورتیں اور نیک عورتوں کے لئے نیک مرد ہوں گے، مجھے بھی نیک بنا دے تاکہ میرے لئے تو نیک مرد چُن لے۔ مَیں نے روزے رکھے، نوافل پڑھے تاکہ خدا مجھے اس آنے والی مصیبت سے بچا لے۔ بالآخر خدا نے میری سن لی اور میری جان اس رشتے سے چھوٹ گئی۔

مزید امتحانات سے گزرتے گزرتے آخرکار میری شادی ایک احمدی سے ہو گئی۔ الحمدللہ آج اس بات کو قریباً سات سال ہو گئے ہیں۔ اور ان سات سالوں میں کئی بار مجھے یہ احساس ہوا کہ میرا ایک احمدی گھرانے میں شادی کرنا کتنا ضروری تھا، ایک نیک اور پاک احمدی ساتھی زندگی گزارنے کے لئے کتنا ضروری تھا۔ کامیاب زندگی گزارنے کے لئے صرف یہی ضروری نہیں کہ ہم ایک دوسرے کو پسند کریں۔ بلکہ اگر ہم اپنے ساتھی میں کوئی عیب دیکھیں تو اس رشتے کی خوبصورتی یہ ہے کہ ہم اس عیب کو ڈھانپ لیں اور جو باتیں ہمیں اس میں پسند ہیں اُنہی کو مدِ نظر رکھیں۔ ہر وقت اپنے جذبات پر قابو رکھنا چاہیے۔ کیونکہ روز روز کی چھوٹی چھوٹی لڑائیوں سے گھر کا ماحول بھی خراب ہوتا ہے اور بچوں پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے۔

شادی کے بعد میاں اور بیوی دونوں کی سب سے بڑی ذمہ داری اپنے بچوں کی تربیت کرنا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے ہماری رہنمائی کے لئے امامِ وقت کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھا ہوا ہے جو زندگی کے ہر مرحلے میں ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔

15 مئی 2011ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک نکاح کے موقع پر فرمایا:

”نکاح اور شادی انسانی نسل کے بڑھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ذریعہ بنایا ہے، جس میں دو خاندانوں کا ملاپ ہوتا ہے، دو افراد کا ملاپ ہوتا ہے اور اسلام نے اس کو بڑا مستحسن عمل قرار دیا ہے۔ بعض صحابہ نے کہا کہ ہم شادیاں نہیں کریں گے۔

(بقیہ صفحہ 20 پر)

ازدواجی تعلقات کی اہمیت

امتہ الرفیق راحت _____ مسی ساگاویسٹ

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (سورہ الروم:22)

اور اس کے نشانات میں سے (یہ بھی) ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے جوڑے بنائے تا کہ تم اُن کی طرف تسکین (حاصل کرنے) کے لئے جاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ یقیناً اس میں ایسی قوم کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں بہت سے نشانات ہیں۔

یہ خدا تعالیٰ کا ہی کام ہے کہ وہ دو مختلف خاندانوں کے مختلف لوگوں کو آپس میں ملاتا ہے اور ان کے درمیان پیار اور رحم پیدا کر کے تسکین کے سامان کرتا ہے۔ اس لئے اُس کے بنائے اس نظام میں بلاوجہ یا معمولی رنجش کی بناء پر دراڑ ڈالنا اُس کی رضا کے خلاف جانا ہے۔ بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے بس ایسے ہی رشتہ کو توڑ دیا۔ یعنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر کسی کا دل دکھا دیتے ہیں۔ دیکھا جائے تو برابری کے اس جوڑ میں رخنہ تبھی پیدا ہوتا ہے جب یہ جوڑ برابری کے معیار سے ہٹ جائے۔ یعنی مطابقت کا نظام جو خدا تعالیٰ نے بنایا ہوا ہے۔ اُس سے انچ بھی ادھر اُدھر ہوئے تو خرابی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے جس طریق پر خدا تعالیٰ نے احکامات دیئے ہیں اور سُنتِ نبویؐ سے ہم سبق حاصل کرتے ہیں اُسی طریق پر اس رشتے کا احترام کرنا ضروری ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

”عورتوں کو کئی اہمیتیں حاصل ہیں۔ پہلی اہمیت تو اپنی ذات کے لحاظ سے ہے کہ عورت کے بغیر نسل نہیں چل سکتی اگر اس کے بغیر چل سکتی تو چاہیے تھا کہ خدا تعالیٰ مرد ہی بنا دیتا۔ دوسرے چونکہ اللہ تعالیٰ واحد ہے اس کو اپنے ایک ہونے کی بڑی غیرت ہے۔ اس لئے اس نے کوئی چیز ایسی نہیں بنائی جو کہ ایک ہی ہو اور دوسروں کی محتاج نہ ہو۔ اس لئے اس دنیا میں سب چیزوں کے جوڑ بنائے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ آدمی کے اندر بھی دو ہی چیزیں موجود ہیں۔ ① جسم ② روح۔ اس زمانہ کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ درختوں میں بھی نر اور مادہ موجود ہیں۔ قرآن شریف میں یہ بات پہلے سے ہی لکھی ہوئی تھی کہ دنیا میں ہر ایک چیز کے جوڑ ہیں۔ تا کہ کوئی چیز یہ نہ کہہ سکے کہ میں ایک ہوں۔ اس لئے سب ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔۔۔۔ عورت اور مرد بنانے کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ واحدانیت قائم رہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے جنّ اور انسان کو سوائے اس کے نہیں بنایا کہ وہ میری اطاعت کریں۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ نے مرد اور عورت کو ایک ہی کام کے لئے پیدا کیا ہے تو عورت کو بھی چاہیئے کہ خدا کا قرب حاصل کرے۔ اب تو دونوں کی مثال ایسی ہو گئی ہے کہ جیسے گاڑی میں دو بیل جوتے گئے ہیں اور دونوں کو آقا کی اطاعت کرنی چاہیئے“۔

(اوڑھنی والیوں کے لئے پھول جلد اوّل صفحہ 58)

بے شک ازدواجی تعلقات کا قیام اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے اور پروردگار کی اطاعت چاہتا ہے۔ اپنے پیدا کرنے والے کی اطاعت ہو گی تو تقویٰ یعنی خوفِ خدا بھی ہو گا اور اُس کی محبت کی خاطر ازواج میں احترامِ آدمیت بھی ہو گا۔

پھر ازدواجی تعلقات کے قیام کی ایک غرض یہ ہے کہ تزکیہ نفس قائم ہو۔ اس طرح ایک پیار و محبت سے بھرا ہوا پاکیزہ معاشرہ قائم ہوتا ہے۔ جہاں ہر انسان دوسرے انسان کا خیال رکھتا ہے، ایک دوسرے کی عزت و قدر کی جاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے متعدد مرتبہ اس طرف توجہ دلائی ہے کہ ”دونوں فریق لڑکے اور لڑکیاں اس بات کو جاننے والے ہوں کہ نکاحوں اور شادیوں کی کامیابی کے لئے ایک دوسرے پر اعتماد بڑا ضروری ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ ایک دوسرے کی خاطر صبر اور برداشت ہونی چاہیے۔ ایک دوسرے کی کمزوریوں اور خامیوں کو نظر انداز کرنا چاہیے اور اچھائیوں پر نظر رکھنی چاہیئے۔ اگر یہ باتیں سامنے رہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نکاح اور شادیاں کامیاب ہوتی ہیں اور آئندہ نسلوں میں بھی اس کے نیک اثرات قائم ہوتے ہیں“۔

(خطبہ نکاح فرمودہ 9 نومبر 2014ء۔ الفضل انٹرنیشنل 20 جنوری 2017)

ہمارے پیارے امام کی اس نصیحت میں بھی زوج یعنی جوڑے کی اہمیت اسی بات میں سمجھائی گئی ہے کہ ایک دوسرے کے لئے اپنی نظر میں خوبصورتی رکھیں۔ صرف اچھائیوں کے پیمانے میں ایک دوسرے کو تولیں تا کہ پھولوں سے رشتے کا توازن بڑھے۔

سو دراصل احمدی خاندان، احمدیت کی آئندہ پروان چڑھنے والی نسلیں اس بات کی ذمہ دار ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل کا مُورَد بننے کی خاطر قربانیاں دیں اور جہاں تک ممکن ہو اپنے گھروں کو خوش خلقی اور نیکی کے ساتھ قائم کرنے والے بنیں تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں اس رشتے کو اہمیت دے سکیں نہ کہ مغربی معاشرے کی طرح سکون تلاش کرنے کے بے مقصد اور بے فائدہ راستوں پر چلنا شروع کر دیں۔

احمدی ماؤں نے بے شمار قربانیاں دیتے ہوئے ازدواجی تعلقات کو قائم و دائم رکھا۔ وہ عظیم عورتیں جنہوں نے خاوندوں کی دیارِ غیر میں موجودگی کے باوجود اپنے رشتوں کو پاکدامنی اور عفت کے ساتھ نہایت خوبصورتی سے جوڑے رکھا۔ اُن کی عظمت کو سلام ہے کہ خلفائے وقت نے بھی ایسی عظیم عورتوں کے تقدس اور پاکدامنی کو خراجِ تحسین پیش کئے ہیں۔

خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے ازدواجی تعلق کو مثالی اور جنتی بنانے والا اور رضائے باری تعالیٰ پانے والا وجود بن سکے۔ آمین۔

(بقیہ از صفحہ نمبر 18)

تجرد کی زندگی گزاریں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میری سنت پہ عمل نہیں کرتا وہ مجھ میں سے نہیں ہو گا۔ میں تو شادی بھی کرتا ہوں، کاروبار بھی ہے، بچے بھی ہیں۔ کاروبار سے مراد ہے کہ زندگی کی مصروفیات بھی ہیں، ذمہ داریاں بھی ہیں"۔

(بخاری کتاب النکاح)

حضور انور نے مزید فرمایا:

"نکاح جو ایک بنیادی حکم ہے یہ صرف معاشرہ اور نسل کو چلانے کے لئے نہیں بلکہ بہت ساری برائیوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اور ایک نیک نسل چلانے کے لئے ہے۔ پس نئے جوڑوں کو اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ شادیاں جو کسی مذہب کو ماننے والوں میں اور خاص طور پر اسلام کو ماننے والوں میں ہوتی ہیں، ایک مسلمان کے گھر میں جو شادی ہے یہ صرف دنیاوی سکون کی خاطر نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی کی جائے، اس پر عمل کیا جائے اور آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے نیک نسل پیدا ہونے کا آغاز کیا جائے"۔ (الفضل انٹرنیشنل 8 جون 2012)

سو میری پیاری بہنو، ہمیں اپنے پیارے آقا کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے تقویٰ کی راہیں اختیار کرنی ہیں۔ اور بے صبری، دنیا کی چاہت اور تقویٰ سے دور رہتے ہوئے شادی کے پاک رشتے میں دراڑوں سے بچانا ہے۔ خدا کرے کہ ہم ہر وقت اپنے جائزے لینے والی ہوں اور ہر روز پہلے سے بڑھ کر خدا کی رضا پر نظر رکھنے والی ہوں۔ آمین۔

دعا

انجم روفی – پیس ویلج ساؤتھ ویسٹ

رحم کر انسان پر اور ختم کر دے یہ وبا
اے میرے پیارے میرے محسن میرے قادر خدا

مر رہے ہیں لوگ تیرے کیڑیوں کی مثل اب
رحم کر اور چلا دے اب تُو رحمت کی ہوا

راستہ کوئی نہیں ہے جس سے بچ پائیں یہ لوگ
ایک تیرا آسرا ہے اور تجھ سے ہے دُعا

خالق و مخلوق میں ہے ایک رشتہ پیار کا
بھول بیٹھے ہیں جسے اور پا رہے ہیں اب سزا

توبہ، استغفار کرنے کا ہے یہ وقت اب دوستو
چھوڑ دو لہو و لعب اور بیٹھ کر کر لو دُعا

مانگنے والے کو ملتا ہے خدا سے مانگے جب
یا سمیع کا وِرد کر کے غافلو مانگو دُعا

دیکھنا کیسے سُنے گا میرا یہ ربِّ رحیم
ختم ہو جائے گی دُنیا سے یہ پھر موذی وبا

جواب: ایک خاص Theme کے الفاظ

Theme: شادی

الفاظ: رشتہ، نکاح، مہندی، ڈھولک، چوڑیاں، دولہا، دلہن

خوشگوار عائلی زندگی گزارنے کے سنہری گُر

راشدہ طاہر_____ونڈسر

خوش و خرم عائلی زندگی گزارنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے راہنما اصول قرآن کریم میں بیان کر دیئے ہیں۔ جن پر عمل کر کے انسان اپنی عائلی زندگی کو جنت نظیر بنا سکتا ہے۔

چنانچہ فرمایا: وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:20)

اور ان سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔

ہمارے معاشرے میں عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ خاوند کا کام رُعب ڈالنا ہی ہے جبکہ قرآن مجید نے حقوق کے حوالے سے مرد و عورت کو برابر قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (البقرۃ:229)

اور اُن (عورتوں) کا دستور کے مطابق (مَردوں پر) اتنا ہی حق ہے جتنا (مَردوں کا) اُن پر ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے (ترمذی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ”جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔“ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 19)

گھر کے ماحول کو پُر سکون اور محبت کا گہوارہ بنانے کے لئے کچھ قربانیاں دینی پڑتی ہیں صبر و حوصلہ دکھانا پڑتا ہے۔ حُسنِ ظن رکھنا پڑتا ہے۔ اور حقوق کی ادائیگی اور فرائض کی بجاآوری کرنا پڑتی ہے۔

اگر ہم پیارے رسولؐ کی عائلی زندگی کے نمونوں کو اپنے گھروں میں قائم کر لیں تو ہمارے گھر جنت نظیر بن سکتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ اپنی گھریلو زندگی کے بارے میں فرماتی ہیں کہ نبی کریمؐ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو تھے اور سب سے زیادہ کریم۔ عام آدمیوں کی طرح بلا تکلف گھر میں رہنے والے۔ آپؐ نے کبھی تیوری نہیں چڑھائی، ہمیشہ مسکراتے رہتے۔ آپؐ نے کبھی کسی بیوی پر ہاتھ نہیں اُٹھایا نہ کسی خادم کو مارا۔

(شمائل ترمذی فی خلق رسول اللہ ﷺ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زندگی کے ہر شعبے میں مکمل طور پر اُسوۂ نبویؐ پر عمل کیا۔ محترمہ صاحبزادی امتہ الشکور صاحبہ تحریر کرتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اماں جانؓ میں کبھی آپس میں جھگڑا نہ ہوتا۔ کسی بات پر لڑائی نہ ہوتی۔ اِدھر حضورؑ حضرت اماں جانؓ کی ہر بات مانتے اور پیار اور احسان کا سلوک کرتے اور اُدھر حضرت اماں جانؓ بھی حضورؑ کی چھوٹی سے چھوٹی پسند اور ناپسند کا خیال رکھتیں۔ آپؑ کے دوسرے کاموں میں بھی اس طرح آپؑ کا ہاتھ بٹاتیں جیسے کوئی دوست اپنے دوست کا کام کر رہا ہے۔ (سیرت حضرت اماں جانؓ صفحہ 8-9)

عائلی زندگی نکاح سے شروع ہوتی ہے اور اس موقع پر جن آیات کی تلاوت کی جاتی ہے ان میں پانچ مرتبہ تقویٰ کا ذکر آتا ہے۔ اس لئے اگر تقویٰ کی راہوں پر قدم مارا جائے اور ساتھ ہی اپنے رب سے مدد مانگی جائے تو ان شاء اللہ ایسے گھر برباد نہیں ہونگے بلکہ ایسا گھر جنت کا نظارہ پیش کرے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

”اللہ تعالیٰ نے مرد کے قویٰ کو جسمانی طور سے مضبوط بنایا ہے۔ اس لئے اس کی ذمہ داریاں اور فرائض بھی عورت سے زیادہ ہیں۔ اس سے ادائیگیٔ حقوق کی زیادہ توقع کی جاتی ہے۔۔۔۔۔ اپنے گھر والوں کو، اپنی بیویوں کو، اپنی اولاد کو تقویٰ پر قائم رکھنے کے لئے نمونہ بنو۔ اور اس کے لئے اپنے ربّ سے مدد مانگو۔ اس کے آگے روؤ، گڑگڑاؤ اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو کہ اے اللہ اُن راستوں پر ہمیشہ چلاتا رہ جو تیری رضا کے راستے ہیں۔ کبھی ایسا وقت نہ آئے کہ ہم بحیثیت گھر کے سربراہ کے، ایک خاوند کے اور ایک باپ حقوق ادا نہ کر سکیں اور اس وجہ سے تیری ناراضگی کا موجب بنیں۔ تو جب انسان سچے دل سے یہ دعا مانگے اور اپنے عمل سے بھی اس معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ نہ ایسے گھروں کو برباد کرتا ہے نہ ایسے خاوندوں کی بیویاں ان کے لئے دکھ کا باعث بنتی ہیں اور اس طرح گھر جنت کا نظارہ پیش کر رہا ہوتا ہے۔ (خطباتِ مسرور جلد دوم صفحہ 444-445)

میاں اور بیوی دونوں کو اپنی ذمہ داریاں نبھانی چاہئیں۔ دونوں کو صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے۔ ایک گھر میں رہتے ہوئے چھوٹے موٹے اختلافات تو ہو جاتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ 25 پر)

لو جاؤ تم کو سایہ رحمت نصیب ہو

ناصرہ حفیظ_____سرے ساؤتھ، وینکوور

اللہ تعالیٰ نے سورہ الفرقان میں ہمیں یہ دعا سکھلائی۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۞(سورہ الفرقان:75)

اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے۔

یہ دعا مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کے لئے بھی بہت اہم ہے تا کہ دونوں ایک دوسرے کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں۔ کامیاب عائلی زندگی گزارنے کے لئے دعا کی اہمیت کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ ایک دوسرے کی برائیوں کو نظر انداز کر کے خوبیوں پر نظر رکھنے سے ہر احمدی جوڑا کامیاب و کامران زندگی بسر کر سکتا ہے۔

فخر موجودات، نبیوں کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"بہترین رفیقہ حیات وہ ہے جس کی طرف دیکھنے سے اس کے شوہر کی طبیعت خوش ہو۔ جس کام کے کرنے کے لئے کہے اسے بجالائے اور جس بات کو اس کا خاوند پسند نہ کرے اُس سے بچے"۔(حدیقۃ الصالحین صفحہ 320)

اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اقتباس پڑھنے کے قابل ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔ "میری تو اپنی یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں جس میں مَیں اپنے دوستوں، اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا"۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 6 ص 355)

شادی قربانی اور نظم وضبط کا نام ہے جس میں مختلف طبائع اور ماحول کے مرد و زن کا ملاپ ہوتا ہے۔ میاں بیوی کے پیار و اتفاق نیز راحت و آرام سے گھر کی بنیادیں مضبوط ہوتی ہیں۔ گھر محبتوں کا گہوارہ بننے کے ساتھ ساتھ جنت کا نمونہ بنتے ہیں۔ وہی گھر سب سے اچھا گھر ہے جس کے باسیوں کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اگر کوئی گھر ایسا نہیں تو اس گھر کی بنیادیں ان گھروندوں کی طرح ہیں جنہیں بچے سارا دن بناتے ہیں اور گراتے رہتے ہیں۔ اور ان کی بنیادیں کھوکھلی ہوتی ہیں ایک خوشیوں بھرا آشیانہ بنانے کے لئے باہمی پیار و اتفاق، ایثار اور بلند اخلاق و کردار جیسے قیمتی گہر چاہئیں تا پیار و محبت کی خوشبو سے سارا گھر معطر اور مہکتا رہے۔ میاں بیوی دل کی دو دھڑکنیں ہیں جو دو وجودوں میں ایک ساتھ چلتی ہیں۔ ان دو گریوں کی طرح ہیں جو ایک خول میں ہی پیوست خوبصورت اور حسین لگتی ہیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان فرماتے ہیں۔

"گھر کی حقیقی سکینت اور حقیقی برکت صرف اسی صورت میں قائم ہو سکتی ہے کہ خاوند بیوی کے ساتھ بہترین سلوک کرنے والا ہو اور بیوی خاوند کے حقوق پوری وفاداری سے ادا کرے"۔(چالیس جواہر پارے، صفحہ 81)

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ خاوند کی اطاعت کے بارے میں ارشاد نبیؐ درج کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"سمجھنے کے لئے بڑی موٹی بات ہے کہ جس گھر میں خاوند بیوی کا مطیع ہو جائے یا بیوی خاوند کی مطیع ہو جائے وہی گھر بہشت بن جاتا ہے۔ اگر دونوں اپنے تئیں بادشاہ خیال کریں تو ایسا گھر جہنم سے بدتر ہو جاتا ہے۔ جب ایک سلطنت میں دو بادشاہ نہیں سما سکتے تو ایک گھر میں کس طرح سما سکتے ہیں۔ پس عورت کو خاوند کے گھر جانے سے پہلے ہی سوچ لینا چاہیئے کہ میں نے کامل اطاعت سے اپنے گھر اور آخرت کو بنانا ہے۔" (دو بھائی از مکرم غلام باری سیف صاحب)

مضمون ھذا کے لئے خاکسار نے رخصتی کے موقع پر بچی کے لیے قیمتی نصائح اور درد مندانہ دعاؤں کو اپنا مطمع نظر بنایا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ، آپؑ کے خلفاء اور بزرگانِ سلسلہ کے اقوال سے حاصل کر کے گھروں کی سکینت میں اضافہ کا باعث بنیں گے اور ان سے امن و سلامتی کے ایسے فوارے پھوٹیں گے جو کہ آنے والی نسلوں کے لئے باعث رحمت ہونگے۔ ان شاء اللہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصائح

"جب لڑکی بیاہی جاتی ہے تو اسکے ہاتھوں میں دو چابیاں ہوتی ہیں ایک صلح کے دورازے کی اور ایک لڑائی کے دروازے کی چابی۔ وہ جس دروازے کو چاہے کھول سکتی ہے۔ خوش نصیب ہوتی ہیں وہ عورتیں جنہوں نے صلح کا دروازہ کھولا۔ لڑکی کو اپنی ساس اور سسر کی تابعداری کرنی چاہیے۔ شادی کے بعد لڑکی کا تعلق اپنے والدین سے بڑھ کر اپنے ساس سسر سے ہو جاتا ہے اس واسطے ان کے ادب کو ہمیشہ

ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ سخت ہی بدبخت ہیں وہ عورتیں جو کہ اپنے شوہروں کو ان کے والدین سے برگشتہ کرنے کی تجویزیں کرتی ہیں انہیں کبھی فلاح دارین حاصل نہیں ہوگا۔ (سیرت حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ صفحہ 313)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی نصائح

حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنی بیٹی حفصہ صاحبہ کو شادی کے وقت نصیحت فرمائی۔

"بچہ! اپنے مالک، رازق خدا سے ہر وقت ڈرتے رہنا۔ اس کی رضامندی کا ہر دم طالب رہنا، دعا کی عادت رکھنا، نماز اپنے وقت پر ادا کرنا، قرآن کریم ہمیشہ پڑھنا، زکوٰۃ، روزہ اور حج کا دھیان رکھنا، گلہ، شکوہ، جھوٹ، بہتان یہاں کی عورتوں کی عادت ہے ایسی عورتوں کی مجلس زہر قاتل ہے ہوشیار خبردار رہنا۔ علم دولت ہے، چھوٹی بچیوں کو قرآن پڑھانا۔ زبان کو نرم اور اخلاق کو نیک رکھنا، پردہ بڑی ضروری چیز ہے اللہ تمہارا حافظ و ناصر ہو اور تم کو نیک کاموں میں مدد دیوے"۔

(حیاتِ نور، صفحہ 83)

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی نصائح

"شادی کے بعد پہلے بیوی میاں کی لونڈی بنتی ہے تو پھر میاں بیوی کا غلام بنتا ہے۔ میاں بیوی کی پرائیویٹ باتیں کبھی کسی سے نہ کرو۔ غصے کے وقت میاں سے زبان مت چلاؤ بعد میں غصّہ ٹھنڈا ہونے پر اس کی زیادتی پر آرام سے شرمندہ کرو۔ میاں بیوی کے رشتے میں جھوٹی اَنا نہیں ہونی چاہیئے۔ ہر فتنہ انگیز بات سے بچنا اور کبھی شکایت نہ کرنا۔ کوئی کام میاں سے چھپ کر نہ کرنا، میکے کی بات سسرال اور سسرال کی بات میکے میں نہ کرنا، تمہارے دل سے تو وہ بات مٹ جائے گی لیکن بڑوں کے دل میں گرہ پڑ جائے گی"۔

(سیرت و سوانح سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ صفحہ 253-256)

حضرت نواب عبداللہ خان صاحبؓ کی نصائح

آپ نے اپنی صاحبزادی آمنہ طیّبہ کے رخصتانہ کے موقع پر ایک خط میں تحریر فرمایا

"بیٹی آپ ایک نئے دور میں داخل ہو رہی ہو، یہ دور پہلے سے زیادہ پُرسکون ہو لیکن جب ایک نیا دور شروع ہوتا ہے تو کئی قسم کی دقتوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لئے نئے دور میں قدم رکھتے ہوئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے اپنے خیالات اور جذبات کو قربان کر کے نئے ماحول کے قالب میں تم اپنے آپ کو ڈھال سکو گی۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالو۔ تنگی و ترشی کے وقت صبر کو ہاتھ سے نہ چھوڑو، خود بھی اور میاں کو بھی خدا کے آگے جھکائے رکھو۔ کام کرنے اور محنت کرنے کی ترغیب ان کو دیتی رہو"۔ (مصباح 1 اپریل 2001 صفحہ 8-9)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی نصائح

آپ نے اپنی بیٹی حضرت مریم صدیقہ (چھوٹی آپا) کی شادی پر نصائح کرتے ہوئے فرمایا

"بیوی کا پہلا فرض ہے کہ جب وہ خاوند کے گھر جائے تو اس کی مرضی، طبیعت اور مزاج کا علم حاصل کرے ان باتوں سے احتراز کرے جو خاوند کی تکلیف کا باعث بنتی ہیں۔ خرچ حکمت سے لینا نہ کہ تقاضا اور تنگ کر کے۔ خاوند گھر آئے تو سچے دل سے خوش آمدید کہنا، خاوند کے لائے ہوئے تحفے کو حقارت سے نہ دیکھنا۔۔۔ بحث اور مخالفت کرنا خاوند کے دل سے بیوی کی محبت کو اس طرح اُڑا دیتا ہے جس طرح ربڑ پنسل کے لکھے کو۔۔۔ مریم صدیقہ صبح کی نماز کے بعد قرآن کی تلاوت اگر ہمیشہ کرتی رہو گی تو تمہارے دل میں ایک نور پیدا ہو گا۔ جس بیوی کو گھر کی صفائی، پکانا، سینا پرونا اور خانہ داری آتی ہے تو وہ خاوند کو زیادہ خوش رکھ سکتی ہے بہ نسبت اُسکے جو نکمّی قصے یا ناولیں ہی پڑھتی رہتی ہے یا بناؤ سنگھار میں لگی رہتی ہے"۔

(مصباح جولائی 2004 صفحہ 15-16)

حافظ جمال احمد صاحب مربّی ماریشس کی نصائح

حافظ صاحب نے اپنی پیاری بیٹی امینہ کی شادی پر جو خط اسے لکھا وہ اِن رِقّت آمیز الفاظ سے مزیّن تھا۔

"بیٹی جس خدا نے تمہیں پیدا کیا ہے اس کو کبھی نہ بھولنا، کوئی نماز ضائع نہ ہونے دینا، کوشش کرنا تمہارا شوہر بھی نمازی بن جائے اور روزانہ صبح نماز کے بعد قرآن کریم کی تلاوت بھی ضرور کرتی رہنا اور پھر خدا کے بعد اپنے خاوند کی پوری پوری اطاعت کرنا اور اپنی خوشی پر اُسکی خوشی مقدم کرنا۔ اگر تم کو کوئی تکلیف ہو تو بجائے ماں باپ کے پاس شکایت کرنے کے خدا کے آگے رونا اور اُس سے دُعا مانگنا کیونکہ وہ دُعا کرنیوالوں کے لئے ماں باپ سے بہت زیادہ مہربان ہے"۔

(مصباح مارچ 2007، صفحہ 22-23)

چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی صاحب کی نصائح

آپ نے اپنی ہمشیرہ کی رخصتی کے وقت یہ نصیحت فرمائی

"عزیزہ! تم اجنبی ماحول میں جا رہی ہو جس سے تم قطعاً واقف نہیں۔ وہاں اپنے دل کو لگانے کی کوشش کرنا وہی تمہارا اصلی اور مستقل گھر ہے جس میں تم نے آئندہ زندگی بسر کرنی ہے۔ ہماری جگہ وہاں کئی نئے رشتہ دار ہوں گے تمہارا فرض ہے ہر ایک کی اُسکے درجہ کے مطابق عزت و توقیر کرو۔۔۔ ہر بات کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا، ہرگز تُرکی بہ تُرکی جواب دینے کی کوشش مت کرنا، گھر کی سب باتوں کو اپنے اندر محدود رکھنا۔ میرے نزدیک وہ عورت نہایت بری ہے جو اپنے گھر کی

(بقیہ صفحہ 25 پر)

آئیے اپنی سوچ کو بدلیں

امتہ الواسع شاہد _____ پیس ویلج ساؤتھ ایسٹ

پرانے زمانے ہی سے مائیں چھوٹے بچوں کو سُلانے یا ڈرانے کے لیے کئی قسم کے حربے آزماتی ہیں مثلاً جب بچہ سو نہیں رہا تو کہا جاتا ہے جلدی سے سو جاؤ "جن آ جائے گا"، "بھوُ آجائے گا" تو کبھی "شیر آجائے گا" کہہ کر ڈرایا جاتا ہے تاکہ بچہ ڈر کر آنکھیں بند کرلے اور اسے نیند آجائے۔

اسی طرح بچیاں جونہی جوانی میں قدم رکھتی ہیں انھیں ساس اور سسرال سے ڈرانے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ مثلاً "تم گھر کے کام کو ہاتھ نہیں لگاتی تمہیں تو ساس ہی سیدھا کرے گی"، "جب ساس کے طعنے سنو گی تو تب میری باتیں یاد آئیں گی"، "بس اس نے تو سسرال جا کر ہماری ناک کٹوانی ہے"، "جتنی مجھ سے زبان چلاتی ہو دیکھنا ساس سے جوتیاں کھاؤ گی"۔ بیچاری لڑکیاں ہوش سنبھالتے ہی ساس جیسی خوفناک بلا سے ڈرنے لگتی ہیں اور پھر اس سے بچنے کے طریقے ڈھونڈنے لگتی ہیں۔ کبھی سہیلیاں آپس میں مشورے کرتی ہیں کہ سسرال جا کر ساس نندوں سے کس طرح نپٹنا ہے اور سب سے بہترین طریقہ ان سے دور رہو اور میاں کو بھی دور رکھو۔

اب وقت تھوڑا سا اور گزرا۔ لڑکی کا رشتہ مل گیا اور منگنی ہو گئی۔ اب ساس سے ڈرانے اور اس کی برائیاں کرنے کی رفتار بڑھ جاتی ہے۔ لوگوں کے تبصرے بس کیا کہنے! اگر ساس نے آکر پیار کیا تو بہنوں اور کزنز وغیرہ کی طرف سے اُس پیار کو اداکاری کا نام دے دیا جاتا ہے۔ اگر ساس خاموش ہے تو تبصرہ کہ بڑی گھُنی سی لگتی ہے پتہ نہیں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرے وغیرہ وغیرہ۔ جہاں لڑکی منگنی سے خوش ہے وہیں دل میں ساس کا خوف ہے، نندوں کا ڈر ہے۔

لیجئے شادی کا وقت آن پہنچا۔ لڑکیاں ڈھولک کی تھاپ پر گانے گا کر خوشی کا اظہار کر رہی ہیں۔ مگر بیچاری ساس کو یہاں بھی بخشا نہیں جاتا۔ سہیلیاں گانوں میں ساس نندوں کو برا بھلا کہہ کر دلہن کی خوشیوں کو خوف میں بدل رہی ہوتی ہیں۔ اور پھر ساس سے کیا سلوک کرنا ہے گانوں میں بتایا جارہا ہے۔ "میری ساس چولھے کی راکھ اس سے برتن مانجھیں گے"، "میری نندوہ تو ہے گلی کا گندا اس کو باہر پھینکیں گے"۔ لمبا گانا ہے ساس اور نندوں کے ناکردہ گناہوں اور زیادتیوں کی داستان۔ سب ہنس رہے ہوتے ہیں مگر دلہن کا دل تھوڑا لرزنے لگتا ہے۔ اور کوئی دبنگ قسم کی دلہن یہ سوچ کر خوف کو جھٹک رہی ہے کہ "میں بھی دیکھ لوں گی سب کو، کم نہیں ہوں میں بھی"۔ اب دلہن رخصت ہو کر سسرال آچکی ہے۔ پچھلے دس سال میں سسرال سے نپٹنے کے سارے نسخے ازبر ہیں لیکن دل پھر بھی ڈر رہا ہے۔

لیجئے شادی شدہ زندگی کا آغاز ہوا اور ان نسخہ جات پر عمل کرنے کا وقت آگیا۔

اب power کس کی ہے کی کھینچا تانی شروع ہو چکی ہے۔ بہو کو ساس سے بچنے کا یہی طریقہ نظر آتا ہے کہ زیادہ وقت اپنے کمرے میں رہے۔ میاں کو بھی زیادہ سے زیادہ اپنے ساتھ رکھے۔ ماں سے دور رہے گا تو ہی میرا ہو گا ورنہ پتہ نہیں میرے ساتھ کیا سلوک ہو گا۔

کچھ عرصہ میں ہی ماں کو محسوس ہونے لگتا ہے کہ بیٹا میرا نہیں رہا۔ جب دیکھو بیوی کے گرد گھوم رہا ہے۔ وہ بیٹا جو ہر وقت میرے ساتھ تھا اب میں اس کی صورت دیکھنے کو ترس رہی ہوں۔ خود ترسی شروع ہو گئی۔ اب ساس بہو کی چپقلش شروع ہو گئی، چاہے برملا لڑائیاں ہوں یا اندر ہی اندر چالاکیوں سے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے یا جان چھڑانے کی کوششیں۔ گھر گھر نہیں رہا، بیٹا الگ پریشان، اپنی پیاری بیوی کی مانوں یا ماں کا ساتھ دوں۔ ماں ناراض اور بیوی اپ سیٹ۔

تو پیاری بہنوں ہمیں اپنی سوچ کو بدلنا ہو گا۔ اپنے طریقہ کار کو بدلنا ہو گا بلکہ معاشرہ ہی کی تربیت کرنی ہو گی۔

مائیں شروع سے ساس اور سسرال سے ڈرانا چھوڑ دیں اپنی گفتگو کا طریقہ بدلیں۔ مثلاً بجائے یہ کہنے کے کہ ساس سے جوتے کھاؤ گی بچی کو سکھایا جائے کہ اسی طرح کام سیکھو گی تو ساس بہت محبت کرے گی۔ آپ نے ساس سے محبت کرنی ہے کیونکہ وہ آپ کے خاوند کی ماں ہے۔ خاوند کی محبت حاصل کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کی ماں سے محبت کرو ان کا خیال رکھو۔ ساسیں اتنی بری بھی نہیں ہوتیں۔

یقین کریں ہر ماں اپنے بیٹوں کا گھر بسانے کے لیے ہی ان کی شادی کرتی ہے۔ اور اسے آباد دیکھنا چاہتی ہیں۔ ان مسائل بھرے حالات سے بچنے کے لیے ساس کے لیے سنہری اصول یہ ہے کہ بیٹے کی شادی کے وقت تقویٰ کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف نیک والدین کی نیک بیٹیوں کا رشتہ تلاش کریں۔

اگر ذہن میں یہ رہے کہ بیٹا تو میرا ہی ہے بہو آ گئی ہے تو اب میرے دو بچے ہو گئے ہیں۔ دونوں کو یکساں پیار دیں، ان کو ہنستا مسکراتا دیکھیں تو خوش ہوں، خدا کا شکر کریں نہ کہ حسد۔ یقین کریں بہو سے محبت کریں گی تو بہو آپ کا بیٹا چھیننے کی کوشش نہیں کرے گی بلکہ دونوں مل کر آپ کی خدمت کریں گے۔

بہو کے آتے ہی اس سے یہ توقع نہ رکھیں کہ وہ گھر کے سارے اصول سیکھ لے گی۔ اسے وقت دیں محبت و پیار سے اسے سیکھنے کا موقع دیں۔

بہو کے لیے ساس گھر کی سربراہ ہوتی ہے۔ بیٹا جو اب اس کا خاوند بن گیا ہے ساس نے پروان چڑھایا ہوتا ہے وہی اس کی نفسیات و عادات سب سے زیادہ جانتی ہے۔ اگر بہو اپنی ساس سے آتے ہی دوستی کر لے تو بڑا فائدہ ہے۔ میاں کے ساتھ پیش آنے والی چھوٹی موٹی شکایات کو ساس سے discuss کریں کہ میں اسے کیسے حل کروں۔ سب سے زیادہ اس کام میں ساس ہی مدد کر سکتی ہے۔ اب ساس کا خطرہ بھی ختم اور میاں کی بھی پیاری بیوی جو کہ اس کی ماں کا بہت خیال رکھتی ہے۔ کچھ دیر بیٹے کو موقع دیں کہ ماں کے ساتھ ٹائم گزارے جس سے ماں کا دل بھی خوش رہے گا۔ آج اگر آپ اپنی ساس سے محبت کریں گی تو کل کو آپ کی بہو بھی آپ کا خیال رکھے گی۔

آخری بات اپنے روزمرہ کے مسائل کا ذکر اپنی امی سے ہرگز نہ کریں۔ ایک تو آپ کے ماں باپ دکھی ہوں گے۔ دوسرا جذبات میں آ کر لڑائیاں ہونے کا امکان ہوتا ہے بلکہ اکثر طلاقوں کی وجہ ہی ماں باپ کی محبت اور دخل اندازی ہوتا ہے۔

سسرال کی اچھی اچھی باتیں بتانا ماں باپ کے دل کی خوشی کا باعث ہوتا ہے۔ اپنے خاوند اور سسرال کے ساتھ گزارے اچھے لمحات، ان کی اچھائیاں اپنے ماں باپ کو بتانے سے ایک طرف آپ اُنہیں دلی سکون اور خوشی پہنچا رہی ہوتی ہیں دوسری طرف اپنے میکے اور سسرال کے بندھن کو مضبوط کر رہی ہوتی ہیں۔

اسی طرح اپنی سہیلیوں، بہنوں کے ساتھ خاوند کی اچھی باتیں اور سسرال کی خوبیاں شیئر کرنے سے آپ کی عزت ان کے دلوں میں قائم ہوتی ہے۔ لوگ رشک کرتے ہیں۔ واہ بھئی کتنی خوش قسمت ہے اتنے اچھے سسرال ملے ہیں یا یہ کہ بڑی عقلمند ہے سسرال میں اپنا مقام بنا لیا ہے۔ کبھی کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ دیں "بے چاری" اس سے ہمدردی تو مل سکتی ہے عزت و محبت نہیں۔ پیاری بیٹیو، شادی کے بعد آپ کی عزت و تکریم اور دل کا سکون سسرال کے ساتھ اچھے تعلقات اور ساس سے دوستی میں ہے۔ خاوند خود بخود آپ کا ہو جائے گا۔

(بقیہ از صفحہ نمبر 23)

خفیہ باتیں دوسروں تک پہنچاتی ہے"۔ (میرے محسن والدین از حنیف محمود صفحہ 63-64)

میری عزیز بہنو! احمدی مستورات کو عسر و یسر میں، تنگی میں، آسائش میں خدا کی خاطر، اس کے دین کی خاطر عظیم الشان قربانیوں کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ ایسے گھر تعمیر کرنے چاہئیں جہاں محبت و وفا کے دِیے ہر وقت جلتے رہیں۔ جہاں انسان کی سارے دن کی تھکان دور ہو جائے۔ جس جنت میں پروان چڑھنے والے ہونہار رشک احمدیت ہوں۔ احمدیت کو ضرورت ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی سی عالم دین خواتین کی، حضرت خدیجہؓ کی طرح اپنا سارا مال اسلام کی سربلندی کے لئے نچھاور کرنے والی مستورات کی اور حضرت ہاجرہؓ کی طرح ہر حال میں راضی برضا رہنے والیوں کی۔ پس میری بہنوں اور بچیوں کو چاہیے کہ اپنا اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔ خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے گھروں کو جنتوں کی خوشیوں کا گہوارہ بنائیں۔

میری نظر میں گھر ہے وہ

میرے عزیز دوستو!

جہاں محبتیں بھی ہوں

جہاں رفاقتیں بھی ہوں

جہاں ہو احترام بھی

جہاں عقیدتیں بھی ہوں

(بقیہ از صفحہ 21)

اگر بیوی کو لگے کہ اُسے ناجائز ڈانٹا گیا ہے تو وہ اس وقت صبر سے کام لے مگر جب دیکھے کہ گھر کا ماحول مناسب ہے تو اس وقت اپنی بات سمجھائے تو اگر وہ حق پر تھی تو اس کی بات کا اثر ہو گا۔ بعض گھروں میں لڑکوں کو لڑکیوں پر فوقیت دی جاتی ہے جو غلط ہے۔ ایسے لڑکے شادی کے بعد بیویوں سے بھی اچھی طرح پیش نہیں آتے خدا تعالیٰ ہم سب کو اپنی اپنی ذمہ داریاں اور فرائض نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

رشتہ کرتے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے

آنسہ طاہرہ مسعود _____ بریمپٹن ہارٹ لیک نارتھ

قرآن پاک میں اللہ تعالی نے نکاح اور شادی کی اہمیت کا ذکر اس طرح فرمایا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝(النساء:2)

ترجمہ: اے لوگو! اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں میں سے مَردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام کے واسطے دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رِحموں (کے تقاضوں) کا بھی خیال رکھو۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔

نکاح کو حصن حصین یعنی محفوظ قلعہ فرمایا گیا ہے۔ جس میں داخل ہونے سے انسان بہت سی برائیوں سے بچ کر محفوظ رہتا ہے۔

والدین کا یہ فرض ہے کہ اولاد کی مناسب حال تعلیم و تربیت کریں اور وقت پر شادی کریں۔ بچوں کی شادیوں کو بلاوجہ تاخیر میں نہیں ڈالنا چاہیے بلکہ بچوں کی شادی وقت پر کرنی چاہیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح میں آسانیاں پیدا کرتے تھے اور بڑی سادگی سے نکاح ہو جایا کرتے تھے۔ کبھی نہیں سنا کہ کسی صحابی کو قرض لے کر نکاح کرنے کی ترغیب دی گئی ہو۔ جس کے پاس جو ہوتا تھا اسی میں شادی کے اخراجات کرنے کی تاکید فرماتے۔ اُسی میں سے حق مہر ادا کر کے باقی جو بچتا اپنی سہولت اور استطاعت اور بجٹ کے مطابق باقی اخراجات کا بندوبست کر لیا جاتا۔

کبھی کوئی صحابی اپنی کوئی چیز بیچ کر جو رقم حاصل ہوتی اس سے حق مہر ادا کر کے باقی بچ جانے والی رقم سے سادگی کے ساتھ شادی کے اخراجات کر لیتے تھے۔ جس کے پاس شادی کا خرچہ یا مہر دینے کے لیئے رقم نہیں ہوتی تھی ایسے لوگوں کے لئے بعض اوقات بیوی کو چند قرآنی سورتیں سکھا دینا ہی حق مہر قرار پا جاتا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ نکاح میں کوئی خرچ نہیں، طرفین نے قبول کیا اور نکاح ہو گیا۔ بعد ازاں ولیمہ سنت ہے۔ سو اگر اس کی استطاعت بھی نہیں تو یہ بھی معاف ہے۔ (بدر 6 فروری 1908ء صفحہ 6)

ایک صحابی کا ولیمہ تو کسی کی دی ہوئی کھجوروں سے ہی ہو گیا تھا۔ آجکل کورونا کی وجہ سے شادیاں سادگی کے ساتھ ہو رہی ہے۔ کتنا اچھا ہو کہ اللہ کی رضا کی خاطر سادگی سے شادیاں کرنے کا رواج پڑ جائے۔ بچت کی بچت اور ثواب کا ثواب۔ اتنی آسانیاں دی ہوئی ہیں اللہ تعالی نے مگر ہم ان سے فائدہ اٹھا کر زندگیاں آسان نہیں کرنا چاہتے۔

شادیوں کے لیے رسم و رواج میں پڑ جانا شادیوں کو مشکل تر بنا دیتا ہے۔ بعض لوگ تو شادی کے نام سے ہی ڈرے ہوئے ہوتے ہیں۔ خرچوں کے ڈر سے گھبرائے ہوئے ہوتے ہیں۔ سیدھی سی بات ہے کہ چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانا چاہیے۔ نکاحوں اور شادیوں کو جتنا آسان کیا جائے گا اتنا ہی ہمارے نوجوان بچے بچیوں کی اصلاح کا امکان بڑھے گا۔ ان میں احساسِ ذمہ داری جلد پیدا ہو گا۔ بعض لوگ گھر میں ایک نئے فرد کے آنے سے بڑھتے ہوئے اخراجات سے گھبراتے ہیں۔ یہ سخت گناہ ہے۔ رازق خدا ہے۔ آنے والی خود اپنا رزق لے کر آتی ہے۔ اسکا یہ مطلب نہیں کہ اگر دلہن کے آنے سے رزق میں اضافہ نہ ہو تو وہ قصوروار ہے۔ اللہ تعالیٰ پہلے سے ملنے والے رزق میں ہی برکت ڈال دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ کم عمری کی شادی جائز ہے۔ (نورالقرآن۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 377 تا 379)۔ اگر والدین شروع میں بچوں کی مالی معاونت کر سکیں تو بھی شادی جلد کر دینی چاہیے۔

بعض لوگ کہتے کہ لڑکا کچھ بن تو جائے اسی لئے بعض اوقات وارث کوشش میں وقت گزار دیتے ہیں جبکہ بعض بچے بچیاں شادی کی عمر گزر جانے کے بعد شادی کی پابند زندگی کو اپنانے سے کتراتے ہیں۔ ان کا اپنا ایک مزاج بن جاتا ہے۔ اپنی مرضی سے اٹھنے سونے جاگنے کی عادت ہو جاتی ہے جس میں وہ کسی دوسرے کے مُخل ہونے کو اور باہمی رضامندی کے ساتھ زندگی گزارنے کو مشکل امر سمجھتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نکاح کی بہت تاکید فرماتے تھے بلکہ قرآن پاک میں ذکر ہے کہ جو شخص شادی کی عمر میں پہنچ جائے لیکن نکاح کی استطاعت نہ پائے تو وہ روزے رکھے۔

شادی کے وقت لڑکے اور لڑکی کی مرضی بھی پوچھنی چاہیے۔

حدیث پاک میں مذکور ہے کہ نکاح ہم کفو میں کیا جائے۔ یعنی اپنے سے بہت اونچے

(بقیہ صفحہ 29 پر)

قولِ سدید

سمیرا داؤد _____ ویسٹن از لنگٹن

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۙ(الاحزاب:71)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صاف اور سیدھی بات کیا کرو۔ مندرجہ بالا آیت اُن چار آیات میں سے ایک ہے جو نکاح کے موقع پر پڑھی جاتی ہیں۔ نکاح ایک ایسا معاشرتی معاہدہ ہے جو ہر قسم کی بھلائی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

انسانی معاشرہ باہمی ربط و ضبط سے تشکیل پاتا ہے اور نکاح اس تشکیل کو مضبوط کرنے اور انسانی نسل کو بڑھانے کا سب سے اہم جزو ہے۔ نکاح اور شادی بیاہ کے معاملات بہت سے لازمی اُمور سے طے پاتے ہیں۔ فریقین بعض اوقات رشتے داروں میں سے ہوتے ہیں اور بعض اوقات بالکل غیر خاندان کے لیکن ہر دو کے درمیان سلسلہ جنبانی کا ذریعہ چاہے کوئی بھی اور کچھ بھی ہو اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ نکاح کے اصل امر کے قرار پانے کے دن تک فریقین بہت سی آپس کی باتوں میں معاملات طے کرتے ہیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مندرجہ بالا آیت کی کیا اہمیت ہے کہ اس کو اتنے اہم موقعے پر پڑھنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور پڑھی جاتی ہے۔

قولِ سدید: یہ ہے وہ اہم نکتہ جو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ قولِ سدید سے مراد وہ بات ہے جو صاف اور سیدھی ہو جس میں کوئی شک و شبہ یا ذو معنی پن نہ ہو۔ ایسی بات جو اپنی اصلیت پر ہمیشہ قائم رہے۔ یہ اصول تو زندگی کے ہر معاملے میں انسان کا طرۂ امتیاز ہونا چاہیئے کہ وہ قولِ سدید پر کاربند ہو لیکن وہ معاملات جن میں دو یا دو سے زیادہ فریق ملوث ہوں اور باہمی معاہدے کی صورت بنتی ہو وہاں اس اصول کی اہمیت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے اور نکاح تو ایک ایسا معاہدہ ہے جو فریقین کی ساری زندگی کیلئے کیا جاتا ہے۔

آج کل ہم دیکھ رہے ہیں کہ بدقسمتی سے شادیاں ٹوٹنے کی شرح پہلے کے مقابلے میں بہت بڑھ چکی ہے اور اس کی ایک بڑی وجہ قولِ سدید کا فقدان ہے۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "عائلی مسائل اور اُن کا حل" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"شادی کے بعد لڑکا لڑکی سے غلط بیانی کرتا ہے۔ لڑکی لڑکے سے غلط بیانی کرتی ہے دونوں کے سسرال والے ایک دوسرے سے غلط بیانی کر رہے ہوتے ہیں اور یوں ان رشتوں میں پھر دراڑیں پڑتی چلی جاتی ہیں اور آہستہ آہستہ یہ ختم ہو جاتے ہیں"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 25 ستمبر 2009ء)

قولِ سدید میں کمی یا عدم موجودگی کا ایک عنصر اکثر شادی سے پہلے فریقین کے درمیان معاملات طے پانے کے موقع پر دیکھا جاتا ہے جب لڑکا اور لڑکی سے متعلق تفصیلات بتائی جاتی ہیں۔ اکثر لڑکے کی تعلیم، نوکری، کاروبار، عادات کے متعلق غلط معلومات دی جاتی ہیں۔ خصوصاً عادات کے بارے میں بات نہیں کی جاتی یا سرسری ذکر کرنے کے بعد اتنا کہا جاتا ہے کہ شادی کے بعد ٹھیک ہو جائیگا۔ "ہمارا بیٹا غصّے کا بہت تیز ہے۔ غصّے میں اس کو کچھ سمجھ نہیں آتا کہ کیا کر رہا ہے لیکن کوئی بات نہیں میں سمجھتی ہوں بیوی آئیگی تو خود ہی اِس کو ٹھیک کر لے گی، ہم نے تو بڑے بڑوں کو شادی کے بعد سیدھے ہوتے دیکھا ہے" "یا" ہمارا بیٹا ذرا لاڈلا رہا ہے ساری عمر" اپنے انا پرست اور خود پسند بیٹے کو ذرا لاڈلا کہہ کر اُس کی طبیعت کی کجیوں پر پردہ ڈالنے کیلئے مندرجہ بالا فقرات اکثر بیٹوں کی ماؤں کے مُنہ سے سُنے جاتے ہیں اور پھر وہی مصرعہ طرح' کہ شادی ہو گی تو ٹھیک ہو جائیگا۔

گویا ہر مرض کا علاج شادی اور یہ کہہ کر اپنی تربیت سے عہدہ برآ ہونا کہ شادی ہو گی بیوی بچوں کی ذمہ داری سر پر پڑے گی تو سب ٹھیک ہو جائیگا۔ سوچنے کی بات ہے کہ جس بیٹے کی طبیعت میں اور عادات میں بگاڑ پچیس، تیس سال کے عرصے میں پیدا ہوا اور وہ اپنی عادات میں پختہ ہو گیا ہے، اُس کو کسی دوسرے کی بائیس، پچیس سال کی بچی جو خود ابھی عملی زندگی میں قدم رکھنے جا رہی ہے، کیسے ٹھیک کرے گی!!!!۔

دوسری طرف لڑکی کی عمر، تعلیم اور عادات کے بارے میں بھی غلط بیانی کی جاتی ہے یا ایسا کوئی جسمانی نقص جو بظاہر نظر نہیں آتا جو پیدائش یا کسی حادثے کے نتیجے میں پیدا ہوا ہو، نہیں بتایا جاتا ہے لیکن شادی کے بعد یہی باتیں ظاہر ہو کر میاں بیوی کے درمیان اختلاف کا باعث بن سکتی ہیں، اِس سے اور بھی خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ بچی کے مزاج میں اگر غصّہ کا عنصر ہے یا گھریلو کاموں میں کسی قسم کی ناپختگی ہے تو بھی دوسرے فریق کو آگاہ کرنا لازمی ہے تاکہ جو اُس کو بیاہ کر لے جائیں وہ بھی اُس کی طبیعت سے واقف ہوں۔ نہ کہ شادی کے فوراً بعد اُس سے سارے گھر کو سنبھالنے اور اپنے بیٹے کے متشددانہ رویئے کے مقابلے پر اُس لڑکی سے خاموشی اور برداشت اور بہتر رویئے کے مقابلے پر غیر ضروری لڑائی جھگڑے کی توقع کریں۔ افہام و تفہیم بھی اس وقت ممکن ہے جب دونوں طرف کے مسائل کو کھل کر اور صاف الفاظ میں

(بقیہ صفحہ 29 پر)

شادی ایک انمول رشتہ

منزہ ولی سنوری _____ بریمپٹن ہارٹ لیک حلقہ مسجد مبارک

شادی فضلِ الٰہی کے باعث دو دِلوں کے سنگم اور پُر سکون زندگی گزارے جانے کا وہ انمول نسخہ ہے جس کے بارے میں اگر یہ کہا جاتا ہے کہ جوڑے آسمانوں پر بنتے ہیں تو یقیناً یہ امر مسلّم ہے۔

شادی ایک چار(4) حرفی نہایت پیارا اور خوبصورت لفظ ہے۔ جیسا کہ گلاب کا پھول اپنی خوبصورتی کے باعث محبت کا تحفہ سمجھا جاتا ہے مگر اپنے ساتھ کانٹے بھی رکھتا ہے اور جیسے گلاب کے نرم و نازک لمس اور خوشبو کو محسوس کرنے کے لئے کانٹوں سے زخمی ہونا پڑتا ہے اسی طرح کچھ نہ کچھ تکالیف اُٹھا کر خدا کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے زندگی کے اس حسین سفر کو تلخیاں جھیلتے ہوئے بھی کامیاب بنانا پڑتا ہے۔

آیت قرآنی ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

(سورہ الروم آیت 22)

اور اس کے نشانات میں سے (یہ بھی) ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے جوڑے بنائے تاکہ تم اُن کی طرف تسکین (حاصل کرنے) کے لئے جاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ یقیناً اس میں ایسی قوم کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں بہت سے نشانات ہیں۔

فطری لذت کے لئے خدا تعالیٰ نے انسان کو جوڑوں کی شکل میں ایک دوسرے کے لئے باعث تسکین بنایا ہے اور یہ تسکین تبھی ممکن ہے اگر ہم خدا کی رضا کی راہوں پر چلتے ہوئے اُن راستوں کو اختیار کرنے والے ہوں جو ہمارے اور ہمارے خاندانوں کے لئے باعثِ آرام و سکون ہوں اور اِسطرح ایک حسین معاشرہ قائم ہو سکتا ہو۔ یہ دلچسپ سفر تقویٰ، یقینِ کامل، تعلق باللہ اور حقوق العباد کی سیڑھیوں پر چلتے ہوئے بہ آسانی طے ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ایک واقعہ کا ذکر خاکسار آپ کے سامنے پیش کرنا چاہے گی۔

2008ء کا واقعہ ہے کہ خاکسار اپنی بیٹی کی شادی کے سلسلہ میں بہت پریشان تھی۔ ابھی کینیڈا آئے ہوئے چند ماہ ہی گذرے تھے اور کسی سے کوئی خاص جان پہچان بھی نہ تھی۔ خاکسار کی بیٹی کی پہلی شادی دھوکہ دہی کے سبب ناکام ہو گئی تھی۔ اِس لئے پریشانی کچھ زیادہ ہی تھی۔ ہر وقت ربّ العزت کے حضور فریاد و گریہ زاری کرتی رہتی تھی اور اُس کے نصیب اچھے ہونے کی دُعا اور ساتھ ہی ساتھ خلیفہ وقت کو بھی دُعائیہ خطوط لکھتی رہتی تھی۔

چونکہ یہ سال خلافت کی صد سالہ جوبلی کے پروگراموں کی وجہ سے بہت سی خصوصیات کا حامل تھا۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے میری بھی گذارشات کو قبولیت کے لئے چُنا اور اچانک ہی ہواؤں کا رُخ بدلا۔

حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خلافت جوبلی کی تقریبات کے سلسلے میں دُنیا بھر میں دورے فرما رہے تھے۔ اُن دنوں میری بڑی بیٹی پاکستان گئی ہوئی تھی اور اگست تک واپسی کا ارادہ تھا لیکن اُس کے شوہر نے 24 جون کی واپسی کی ٹکٹ بُک کروائی تاکہ خلیفہ وقت کی کینیڈا میں موجودگی کی برکات سے مستفیذ ہو سکیں۔ یُوں جب حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کینیڈا دورے پر تشریف لائے ہوئے تھے اور کیلگری مسجد کے افتتاح کے لئے وہاں تشریف لے گئے تو میری بڑی بیٹی اور داماد کو بھی خلیفہ وقت کی اتباع میں کیلگری جانے کی توفیق ملی۔ منشاءِ ایزدی کے تحت ایک ایسے خاندان نے اپنے یہاں رہائش کی پیش کش کی جو کہ محض جماعت احمدیہ سے پُر خلوص محبت رکھتے تھے اور کسی پاکستانی احمدی سے اس ملک میں کوئی اور واقفیت نہ رکھتے تھے۔ اِس سری لنکن خاندان نے میری بیٹی اور داماد کو حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کے طور پر اپنے گھر میں رہائش کی دعوت دی۔ چونکہ اُن کا گھر مسجد سے پیدل چند منٹ کے فاصلے پر تھا اس لئے میرے داماد اور بیٹی نے اُن کے یہاں ٹھہرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نہایت پیارے خاندان کی جماعت سے محبت اور خلوص کی ادائیں ہی نرالی تھیں۔ ہر وقت صرف اور صرف مسجد میں آنا جانا رہتا۔ اس لئے میری بیٹی کو بھی اُن سے صرف جماعت کے خلوص و وفا کے تذکرے سُننے کو ملتے۔ اِس دوران گھر میں جن خاتون سے ایک محبت بھرے گہرے رشتے کا آغاز ہوا۔ اُن کا نام رفیقہ رازق صاحبہ (مرحومہ) تھا۔ اِس نیک دل، دُعا گو اور پُر خلوص خاتون کے توکل علی اللہ اور خلافت سے گہری محبت رکھنے کے باعث میری بیٹی کو اپنے گھریلو معاملات اُن کے سامنے رکھنے کا موقع ملا اور اپنی بہن کی پریشانی کا بھی دُعا کی غرض سے اُن سے ذکر کیا۔ یُوں چند دن کی ملاقات کے بعد رفیقہ بیگم صاحبہ نے محض خلافت کی برکت کے باعث اپنے بیٹے کے رشتہ کے لئے ہمارے خاندان کا انتخاب کیا۔ اِس انتخاب کی انوکھی بات یہ تھی کہ اُن کو اپنی بہو میں صرف ایک خوبی چاہئے تھی کہ وہ اُن کو اُردو زبان سے

متعارف کروائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کُتبِ مبارکہ پڑھ کر سُنائے اس کے علاوہ اُن کا کوئی مطالبہ نہ تھا۔ چُونکہ رفیقہ صاحبہ کے اکلوتے بیٹے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور کنوارے تھے اس لئے ہم نے اُن کو ربوہ میں کسی اور رشتہ کو منتخب کرنے کی تجویز پیش کی لیکن اُن کا کہنا یہ تھا کہ ہم آپ کو مل چکے ہیں اور خلافت سے محبت کے باعث ہمیں صرف آپ کے خاندان میں ہی رشتہ کرنا مناسب لگتا ہے۔ سو بظاہر دو مختلف الزبان خاندانوں کے میل کو ناممکن سمجھتے ہوئے، جبکہ بیٹی کے لئے پہلے بھی پریشانی دیکھی ہو محض خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اور تقوٰی پر چلتے ہوئے دُعاؤں کے ساتھ اس رشتہ کو قبول کیا۔ آج الحمد للہ محض خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ میرے یہ داماد میرے تینوں دامادوں میں بہت عزیز ہیں اور الحمد للہ بیٹی بھی بہت خوش ہے۔ جتنی تکالیف اُس نے پہلے برداشت کیں اُن پر خدا تعالیٰ نے دُعاؤں کے باعث نعم البدل عطا کیا۔ آج اس ہنستے بستے خاندان میں دو پیاری کلیاں بھی بیٹیوں کی صورت میں کھلی ہوئی ہیں اور یہ گھر خدا تعالیٰ کے فضل اور تقوٰی سے معطر ہے۔

خاکسار اس واقعہ کو محض خدا کے فضل، اُس پر یقین اور توکل کے باعث بہنوں کو بتانے کے قابل ہو رہی ہے نیز اُس نیک خاتون کے اعلیٰ اخلاق و کردار کے بارے میں بتانا چاہتی ہوں جنہوں نے صرف جماعت سے تعلق اور خلوص دیکھ کر اپنے گھر کے لئے نیک سیرت بہو چُننے کو ہر دوسری چیز پر ترجیح دی۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہر خاندان کو اپنے بچوں کے رشتے تقویٰ پر چلتے ہوئے طے کرنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ یہی راستہ دائمی سکون، امن اور راحت کا راستہ ہے۔ آمین۔

(بقیہ از صفحہ نمبر 27)

بتایا جائے نہ کہ باتوں کو چھپا کر صرف دوسرے فریق پر الزامات کا بوجھ دھرا جائے۔

حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے 30 مئی 2003ء کے خطبہ جمعہ میں اِسی بارے میں فرماتے ہیں

"بعض دفعہ لڑکی کو لڑکے کے حالات نہیں بتائے جاتے یا ایسے غیر واضح اور ڈھکے چھپے الفاظ میں بتایا جاتا ہے کہ لڑکی یا لڑکی کے والدین اِس کو معمولی چیز سمجھتے ہیں لیکن جب آپ بیچ میں جائیں تو ایسی بھیانک صورتحال ہوتی ہے کہ خوف آتا ہے"۔

(عائلی مسائل اور ان کا حل صفحہ 36)

ایسی صورتحال سے بچنے اور شادی جیسے مقدس فریضے کو خوشگوار ماحول میں انجام دینے کیلئے ضروری ہے کہ دونوں فریقین حتی الامکان صاف سیدھی اور سچی بات کریں اور ہر معاملے میں تقویٰ کو مدّ نظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ تمام دینی و دنیوی معاملات میں ہمارا حامی و ناصر ہو اور ہماری نسلوں کو اپنے فضلوں کے ساتھ محفوظ و مامون رکھے۔ (آمین)

(بقیہ از صفحہ نمبر 26)

خاندان میں نکاح کی خواہش کرنا مشکلات کا موجب بن سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو کہ اس زمانے کے حکم اور عدل ہیں انہوں نے فرمایا، "اگر حسبِ مراد رشتہ ملے تو اپنی کفو میں کرنا بہ نسبت غیر کفو کے بہتر ہے لیکن یہ امر ایسا نہیں کہ بطور فرض کے ہو" (البدر 11 اپریل 1907ء)۔ شادی کے وقت سب سے زیادہ اہمیت شرافت کو دینی چاہیے۔ جو رشتہ نیکی اور تقوی کی بنیاد پر قائم ہو گا وہ بابرکت اور دیرپا ہو گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ انسان نکاح کرتے ہوئے چار وجوہات دیکھتا ہے۔ پہلی وجہ مال و دولت دوسری وجہ صاحبِ ثروت خاندان تیسری وجہ ظاہری حسن اور چوتھی وجہ حسن سیرت ہے۔ پس حسنِ سیرت کو اوّلین ترجیح دینی چاہئے۔ (بخاری۔ مسلم) دولت تو آنی جانی چیز ہے جبکہ سیرت ہمیشہ کے لئے انسان کے ساتھ رہتی ہے۔

ہر انسان جب شادی کرتا ہے تو اس کا ارادہ پوری زندگی کے لیے ساتھ نبھانے کا ہوتا ہے۔ اس لیے خوب دعاؤں کے بعد یہ فیصلہ کرنا چاہیے۔

بابرکت جوڑ نیک نسلوں کا ضامن ہوتا ہے۔ اس لئے جب کوئی رشتہ کرنے کا ارادہ ہو تو سب سے پہلے استخارہ کرنا چاہئے تاکہ خدا تعالیٰ کی رضا سے معاملہ آگے بڑھے۔ خوب سے خوب تر کی تلاش میں وقت ضائع نہ کریں۔ کیوں کہ ساری خوبیاں تو صرف خدا میں ہوتی ہیں۔ ایک نابینا کی طرح در خدا سے دعا کریں کہ اے خدا مجھے بالکل نہیں پتہ کہ میرے لئے کیا بہتر ہے تُو میرا ہاتھ پکڑ کے یہ کام کروادے۔

جولائی 2012ء کو حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الاسلام کینیڈا میں دو نکاحوں کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا نے رشتہ قائم کرنے کے لئے مختلف معیار رکھے ہوئے ہیں تو تم جس معیار کو دیکھو، وہ یہ ہے کہ دینی حالت کیا ہے۔ پس جب دینی حالت دیکھی جائے گی تو لڑکا بھی اور لڑکی بھی اپنے دینی معیار بلند کرنے کی کوشش کریں گے۔ اگر لڑکے کو یہ کہا دینی معیار دیکھو لڑکی کا، حسن دیکھنے کی بجائے، دولت دیکھنے کی بجائے تو جہاں لڑکیوں میں یہ شوق اور روح پیدا ہو گی کہ ہم اپنے دینی معیار کو بلند کریں، علاوہ دوسری دنیوی نعمتوں کے جو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں، تو خود لڑکے کو بھی پھر اپنا دینی معیار بلند کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو گی۔ کیونکہ دینی معیار صرف یکطرفہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رشتے جوڑتے وقت تقوٰی جیسی بابرکت نعمت کے مطابق فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کامیاب شادی کے لئے کن امور پر عمل کرنا چاہیئے

خالدہ ظفر _____ بریمپٹن میک وین

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے

اے لوگو! اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں میں سے مَردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا۔ (ترجمہ: سورۃ النساء آیت 2)

اللہ تعالیٰ نے کہیں پر میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا تو کہیں ایک دوسرے کی آنکھوں کی ٹھنڈک کہا اور کبھی ان کو گھروں کو جنت نظیر بنانے والا کہا۔ میاں بیوی کو ایک دوسرے کا شریک حیات قرار دیا ہے۔ شریک حیات یعنی ایسا ساتھی جن کی آپ حیات ہیں آپ کی زندگی میں شامل رہے گا۔ باقی رشتے بھی چلتے رہتے ہیں مگر وہ ہر وقت آپ کے ساتھ نہیں ہوتے۔ بہن بھائی بھی آہستہ آہستہ اپنی اپنی الگ دنیا بسا لیتے ہیں۔ والدین (خدا ان کا سایہ سلامت رکھے) کچھ عرصہ بعد دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ سوچیئے! کیسا ہی پیارا رشتہ ہے جو خدا نے دو انسانوں کے درمیان جو بالکل اجنبی ہوں، عادات واطوار، رہن سہن بالکل مختلف ہوں، ایک ہی رشتے سے اتنے قریب آجاتے ہیں کہ ایک دوسرے کی ہر عادت، ہر بات سے واقف ہو جاتے ہیں۔ بعض دفعہ آپ اپنی کوئی تکلیف اپنے بہن بھائیوں حتیٰ کہ والدین سے بھی بیان کرنے سے ہچکچاتے ہیں مگر میاں بیوی آرام سے آپس میں بات کر لیتے ہیں یعنی خدا نے کس قدر اختیارات اس رشتے کو دے دیئے۔ اگر ان دونوں کے درمیان پیار و محبت، عزت واحترام اور اُنسیت کا رشتہ قائم ہو جائے یقیناً اُن کے گھر جنت نظیر کا نظارہ پیش کرتے ہیں۔ وہ نہ صرف اپنی اولادوں کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث بنتے ہیں بلکہ اپنے ارد گرد بسنے والے ہر رشتے کا احترام کرنے والے، رشتوں کو نبھانے والے، اپنی اولاد کو اعلیٰ دینی و دنیاوی تربیت دینے والے مثالی جوڑ کہلاتے ہیں اُن کی اولادیں تقویٰ پر پاؤں مارنے والی ہوتی ہیں۔ منتشر خیال اور بے راہ رو نہیں ہوتیں کیونکہ ان کے بچوں نے اپنے والدین کو ایک دوسرے کی عزت و وقار کا احترام کرتے ہوئے اور اپنے سے وابستہ رشتوں کی قدر کرتے ہوئے دیکھا ہوتا ہے۔

یہ تو ہو گئی گھر کو جنت نظیر بنانے والے میاں بیوی کی مثال۔ سب اچھا ہے تو اچھا ہے۔ اچھا کیا نہیں ہے کیوں نہیں ہے، وہ کون سی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو آہستہ آہستہ جمع ہو کر مسائل کی ایک گٹھڑی بن جاتی ہیں جنکو اٹھانا مشکل ہو جاتا ہے۔ مشاہدے اور تجربے سے کچھ ایسی باتیں سمجھ آتی ہیں کہ ناچاقی اور بے اتفاقی میں کس کا کتنا دخل تھا۔ خود میاں بیوی یا دونوں کے والدین کا۔ یہ ایک چھوٹا سا جائزہ ہے، کچھ سوال اور کچھ جواب ہیں۔

لڑکی جب بیاہ کر سسرال آتی ہے، شادی سے پہلے چاہے وہ کتنی ہی سگھڑ کیوں نہ ہو سمجھ دار کیوں نہ ہو مگر اس کے اوپر کسی قسم کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی۔ مگر شادی کے فوراً بعد اسے ایک بہن یا بیٹی سے بیوی، بہو، بھاوج، دیورانی، جٹھانی، ماں نجانے کتنے رشتوں میں تقسیم ہونا پڑتا ہے ایک دم سے وہ اپنے سارے رشتے پیچھے چھوڑ کر نئے رشتے قائم کرنے جا رہی ہے۔ اپنے جیون ساتھی کے بارے میں کتنے ہی خوش کن خیال اور خواب دل میں سجاتی ہے مگر جب شادی کے پہلے ہی دن اُس کا شریک حیات اس پر یہ بولتا ہے دیکھو میرے ماں باپ، بہن، بھائی سب کا خیال رکھنا مجھے سب بہت پیارے ہیں۔ میرے والدین کی عزت اور خدمت کرنا تو یُوں پہلے ہی دن اس کے ہاتھ میں امتحانی پرچہ اور قلم دے دیتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں تم ساروں کی خدمت اور محبت کے امتحان میں روزانہ کتنے Tick, cross لگاؤ گی، تبھی شاید میری محبت کا گراف اُسکے حساب سے اوپر نیچے ہو گا۔ پھر بیچاری بیوی اس پیپر کو حل کرتے کرتے اپنے شریک حیات سے دور اور شریکوں کے زیادہ نزدیک ہو جاتی ہے۔

حالانکہ اگر شادی کے پہلے ہی دن اگر خاوند اپنی بیوی کو یہ کہے کہ تم ایک الگ ماحول سے آئی ہو سب کو چھوڑ کر آئی ہو۔ تمہارے لئے تھوڑا مشکل ہو گا۔ مگر ہم مل کر ایک دوسرے کی مدد سے گھر کا ماحول اچھا بنائیں گے۔ ہر رشتے کو احسن طریقے سے نبھانے کی کوشش کریں گے۔ ایک دوسرے کی عزت کریں گے ایک دوسرے کی خوبیوں کو اپنانے اور خامیوں کو درگزر کرنے کی کوشش کریں گے تو شاید اپنا سب کچھ پیچھے چھوڑ کر آنے والی لڑکی کو اپنے آگے کی زندگی کی زیادہ فکر ہو گی اور وہ اپنے خاوند کے دیے ہوئے اعتماد اور اس کے وقار کو قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کر کے گھر کو جنت نظیر بنانے کی کوشش کرے گی۔

میری بیٹی کی ایک سہیلی کی شادی ہوئی۔ اس کے میاں نے پہلے ہی دن اُس سے کہا کہ تم ایک الگ ماحول اور اجنبی خاندان میں آئی ہو۔ تمہیں یہاں کے ماحول کو سمجھنے میں کچھ وقت لگے گا۔ بس ایک کام کرنا اگر تمہیں کسی سے گلہ ہو تو دل میں نہ رکھنا ہر بات مجھے بتا دینا۔ مَیں خندہ پیشانی سے تمہاری بات سُنوں گا، تمہارا دل ہلکا ہو جائے گا اور

تم اگلے دن ایک نئے حوصلہ اور ہمت سے سب سے مل کر اچھے طریقے سے دن گزارنے کی کوشش کروگی۔ وہ لڑکی آسانی سے نئے ماحول میں گھل مل گئی کیوں کہ اس کا شوہر ہی اس کا بہترین دوست ہے، رازدار ہے۔ اسے اپنے گھر کی یا سسرال کی باتیں گھر گھر جا کر سنانی نہیں پڑتیں۔ ایسا بھی نہیں کہ اس کا شوہر اس کی باتیں سن کر اگلے دن ماں بہن سے کہے۔ بلکہ بہترین مرد وہ ہے جو سارے رشتوں کو ساتھ لے کر چلے، بیوی کی بھی سنے اور ماں باپ کی بھی سنے۔ مگر فوراً سینہ تان کر نہ بیوی کے مقابل، نہ ماں باپ کے مقابل کھڑا ہو جائے کہ ایسا کیوں بولا۔ حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے دونوں طرف معاملات کو لے کر چلے۔ ہمیں لگتا ہے عورت زیادہ طاقتور ہے وہ مرد کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اس لئے مرد ماں باپ کو چھوڑ دیتا ہے، بہن بھائیوں کو چھوڑ دیتا ہے اس لئے ہمیشہ کہا جاتا ہے کہ بیوی کی وجہ سے بیٹے نے ماں باپ کو چھوڑ دیا سارا الزام بیوی کے سر پر ہوتا ہے حالانکہ یہاں پر مرد کمزور ہوتا ہے وہ رشتوں میں توازن قائم نہیں رکھ پاتا۔ اگر لڑکی اپنے سارے پرانے رشتے چھوڑ کر نئے رشتے اپنانے جاتی ہے تو وہیں مرد کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اس نئے آنے والی (بیوی) رشتے کو اپنے پرانے رشتے سے کیسے جوڑتا ہے۔ اپنے گھر والوں اور اپنی بیوی کے درمیان سے کس طرح مفاہمت کا ماحول بنا کر رکھتا ہے۔

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ساس سسر دور ہوں یا نزدیک، ان کا اپنی اولاد پر اس قدر مضبوط قابو ہوتا ہے کہ دور بیٹھے مسائل پیدا کر رہے ہوتے ہیں۔ جس سے میاں بیوی آپس میں خوش ہونے کے باوجود کشیدگی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ والدین کو بھی اولاد کی شادی کے بعد اتنا ہی دخل دینا چاہیئے جتنا ضروری ہو۔ ہر وقت، ہر بات اور ہر معاملے میں زیادہ دخل اندازی ان کی اولاد کی ازدواجی زندگی میں مسائل پیدا کر دیتی ہے۔

عورت اور مرد دونوں کی حیثیت ایک امین کی سی ہے۔ عورت شوہر کی غیر موجودگی میں شوہر کی امین ہے اور شوہر گھر سے باہر اپنے بیوی بچوں کا امین ہے یہ رشتہ جتنا دیانتداری سے نبھایا جائے اتنا ہی مقدس ہوتا چلا جاتا ہے۔

شادی ایک معاہدہ ہے جس کی گرہ سمجھوتہ ہے جس کی شرائط میں سب سے بڑی شرط حوصلہ، برداشت، صبر ہیں دونوں فریقین جب اس معاہدہ میں بندھتے ہیں تو بعض دفعہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان کو اس معاہدہ کی پاسداری اور اس معاہدہ کو قائم رکھنے کے لئے برداشت، صبر، حوصلہ سے کام لینا پڑتا ہے دونوں ایک دوسرے کی حدود و قیود کا خیال رکھتے ہیں تو کبھی یہ معاہدہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ کوئی بھی انسان کامل نہیں کوئی بھی رشتہ ایسا نہیں جس میں کبھی بحث، تکرار، لڑائی نہ ہوتی ہو بہن بھائی ماں باپ سب میں کچھ نہ کچھ چلتا رہتا ہے۔ رشتے میں اپنی انا کو نہ آنے دیجئے۔

اگر آپ کو اپنی نسلیں سنوارنی ہیں تو خدارا اس مقدس رشتے کو پامال مت ہونے دیں اپنے شریک حیات کو تاحیات محبت اور حکمتِ عملی سے ساتھ لے کر چلیں۔

شگفتہ شگفتہ

طاہرہ نسیم۔۔۔۔۔ریکسڈیل ساؤتھ

اگر آپ میں آج کل یہ علامتیں پائی جارہی ہیں

سر درد

جسم میں درد

چڑچڑا پن

نیند نہ آنا

بھوک نہ لگنا

جلدی غصہ آنا

رنگ پھیکا پڑنا

کام کرنے کو جی نہ کرنا

تو یقین جانیئے یہ کرونا وائرس کی نہیں بلکہ آپکے شادی شدہ ہونے کی علامات ہیں۔

◊ شوہر کی پانچ مِس کالز ہوں تو بیوی سوچتی ہے پتہ نہیں کیا ہوا ہو گا۔ بیوی کی 5 مِس کالز ہوں تو شوہر سوچتا ہے، پتہ نہیں آج میرے ساتھ کیا ہو گا۔

◊ شادی تب ہی کامیاب ہوتی ہے جب میاں بیوی ایک دوسرے کی بات ایسے سمجھیں جیسے میڈیکل سٹور والے ڈاکٹر کی لکھی ہوئی پرچی سمجھتے ہیں۔

◊ گھریلو سکون کا نسخہ:

1. جب بیوی بولے تو شوہر صرف سُنے
2. جب شوہر سُنے تو بیوی صرف بولے

◊ ایک کنجوس دکاندار سے:۔ بھائی نیا ٹوتھ برش دے دو۔ میرے برش کا ایک بال ٹوٹ گیا ہے۔

- دکاندار: بھائی صرف ایک بال ٹوٹنے پر نیا برش؟
- آدمی: ہاں یار وہ برش کا آخری بال تھا۔

کوکا کولا کے فوائد

دعوتوں میں کوک پینے اور اسکا مزہ لینے کے علاوہ بھی ہم اِسکے دوسرے فوائد سے بھی لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

- کوک کو پھولوں پر سپرے کریں تو وہ دیر تک تازے رہیں گے
- مچھر کے کاٹنے پر تھوڑا سا کوک پی لیں اور زخم پر بھی لگا لیں
- کپڑوں پر اگر خون کے دھبے پڑ جائیں تو کوک اور لانڈری سوپ ملا کر لگائیں
- گولڈ کی جیولری کو اگر ساری رات کوک میں ڈبو کر رکھیں اور صبح نیم گرم پانی اور صابن سے دھولیں تو جیولری میں ایک دم چمک آجائے گی
- اگر گریس اور گیسولین کے دھبے اور بدبو کپڑوں میں رچ گئی ہے تو تھوڑی کوک ڈال کر لانڈری کریں۔ مسئلہ حل ہو جائے گا

قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بنا وے
بنا بنا یا توڑ دے کوئی اُسکا بھید نہ پاوے

م_____بریمپٹن کیسل مور

انسان تو ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا متمنی ہے اور اسی جستجو میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگا رہتا ہے۔ جب بھی کسی کا قبولیت دعا کا کوئی بھی واقعہ سُنا یا پڑھا تو یہی دل چاہا کہ کبھی کوئی ایسا واقعہ مَیں بھی تحریر کر سکوں۔ ویسے تو خاکسار کے تعلیمی کیریئر میں ہمیشہ حضرت خلیفۃ المسیح کو خط لکھنے کا اتفاق رہا۔ والد صاحب ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ جب حضور کو دعا کے لئے لکھ دیا تو سمجھو حضرت خلیفۃ المسیح کو پتہ چل گیا اور دعا ہو گئی۔ اسی وجہ سے خاکسار نے یہ تجربہ بہت مرتبہ کیا۔ یہاں تک کہ جب بھی ایسا لگا کہ پیپر زیادہ اچھا نہیں ہوا تب بھی اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم اور حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کی برکت سے ہمیشہ کامیابی حاصل ہو جاتی۔ (الحمدللہ)

پیاری بہنو! آج خاکسار بھی تہجد کی غیر معمولی برکت اور قبولیتِ دُعا کا ایک واقعہ تحریر کرنا چاہتی ہے۔

خاکسار اپنی فیملی یعنی خاوند اور بچوں کے ساتھ امسال مارچ کے مہینہ میں بھائی کی شادی کے لئے پاکستان گئی تھی۔ اُس وقت کرونا کی بیماری اتنی زیادہ نہیں پھیلی تھی نہ ہی کہیں لاک ڈاؤن کی کوئی صورت حال تھی۔ جب ہم یہاں کینیڈا سے گئے تو یہاں لاک ڈاؤن ہو گیا اور پاکستان میں 19 مارچ کو میرے بھائی کی شادی تھی تو وہاں بھی 21 مارچ کو لاک ڈاؤن ہو گیا اور سب کچھ بند کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی پتہ چلا کہ تمام فلائٹس بھی کینسل ہو گئی ہیں۔ ہماری واپسی ایک ماہ بعد کی تھی۔ میرے خاوند اور میں نے یہ طے کیا کہ ایک دفعہ ایئر لائن والوں کے دفتر جا کر پتہ کیا جائے کہ کوئی فلائٹ اگر کینیڈا جا رہی ہے تو ہم واپس چلے جائیں۔ چنانچہ میرے شوہر ایئر لائن والوں کے دفتر گئے اور ان سے پوچھا کہ اگر ہمیں پہلے کوئی فلائٹ مل جائے۔ انہوں نے جواب دیا کہ 8 اپریل کو 4 سیٹیں ہیں۔ انہوں نے 8 اپریل والی فلائٹ کے لئے بکنگ کروالی۔ لیکن ایئر لائن والوں نے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ہم آپ کی سیٹس تو کر دیتے ہیں لیکن کوئی فلائٹ جا نہیں رہی اور جانے کا کوئی چانس بھی نہیں کیونکہ ابھی کچھ پتہ نہیں کہ کب تک فلائٹس کھلیں گی۔ خیر میرے شوہر گھر آ گئے اور آ کر مجھے صورتِ حال کے بارے میں بتایا۔ ان حالات کے بارے میں جان کر ہمارے لئے ہر آنے والا دن گزرے ہوئے دن سے زیادہ سخت محسوس ہونے لگا۔ آخر گورنمنٹ کینیڈا کی درخواست پر حکومتِ پاکستان نے کچھ سپیشل فلائٹس چلانے کا انتظام کیا جن کا ٹکٹ بہت مہنگا تھا۔ خاکسار کی توجہ دعا کی طرف تھی لیکن کوئی اُمید نہیں تھی کہ کب تک واپسی ممکن ہو گی۔

3 اپریل بروز جمعہ ایئر لائن والوں کی ای میل آئی کہ آپ کی فلائٹ کینسل ہو گئی ہے۔ میرے شوہر نے مجھے اس کے بارے میں بتایا تو بہت پریشانی ہوئی۔ انہی حالات سے دو چار تھی کہ اُسی دن میرے چچازاد بھائی جو کہ اسی سال جامعہ سے مربی بن کر فارغ ہوئے ہیں ہمارے گھر آئے اور باتوں باتوں میں کہنے لگے کہ جب کچھ سمجھ نہ آئے تو تہجد پڑھو۔ وہ میری بہن کو سمجھا رہے تھے لیکن میں غور سے اُن کی بات سُننے لگی۔ وہ کہنے لگے کہ 3 بجے اُٹھ کر تہجد پڑھو۔ مَیں نے پوچھا 3 بجے؟ کہنے لگے۔ ہاں جی میرے اُستاد صاحب ہیں جامعہ میں وہ کہتے ہیں ”3 بجے گاڑی چل پڑتی ہے“ یہ بات میرے دل کو لگی لیکن میں چُپ رہی اور دل میں تہجد کا ارادہ کیا۔ اُسی دن خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں دعاؤں کی طرف بہت توجہ دلائی اور ساتھ ہی تہجد کی ادائیگی کی طرف بھی زور دیا۔ مَیں نے اُسی وقت پختہ ارادہ کر لیا کہ آج ضرور تہجد کے لئے اُٹھوں گی اور 2:30 بجے کا الارم لگا کر سو گئی۔

2:30 بجے اُٹھ کر جب تہجد کی ادائیگی کے لئے وضو کر کے نفل شروع کیے تو اس رات واقعی محسوس ہوا کہ اللہ تعالیٰ بہت قریب سے مجھے سُن رہا ہے۔ دل اللہ کی محبت سے بھر گیا اور بہت توجہ سے دعا کرنے کا موقع ملا۔ اُسی دن میرے شوہر نے مجھے بتایا کہ ایئر لائن والوں کی کال آئی ہے کہ ہم اپنی ریگولر پرواز میں جا رہے ہیں۔ لیکن اس اچانک اطلاع پر دل کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ لیکن پھر بعد میں متواتر اُن کی کالز آتی رہیں کہ آپ لوگ جا رہے ہیں۔ میں نے پوری توجہ اور لگن سے دعا اور تہجد کی ادائیگی میں باقاعدہ رہی۔

آخر 8 اپریل کو ایک سپیشل فلائٹ میں ہم تمام مسافروں کی طرح واپس کینیڈا آ گئے۔ حیران کُن بات یہ تھی کہ ہم اپنے پرانے ٹکٹ پر واپس آئے تھے اور کچھ بھی زائد رقم ادا نہیں کرنی پڑی۔ الحمدللہ۔ یہاں آ کر بھی ہر کوئی حیران تھا کہ کس طرح ہم ریگولر فلائٹ پر آ گئے جب کہ سپیشل فلائٹ صرف اُن لوگوں کے لئے تھی جو زائد رقم ادا کر رہے تھے۔ بہرحال مَیں جتنا بھی اپنے اللہ کا شکر ادا کروں کم ہے اور میرے لئے یہ سفر کسی معجزہ سے کم نہیں ہے۔ بے شک اُس کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں ہو سکتا اور مجھ جیسی عاجز پر اُس نے اپنا فضل کیا جو کہ اپنے اندر ایک اعجازی رنگ رکھتا ہے۔

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

”آمنہ“ نام کی میری پیاری آپا

صادقہ تسنیم مرزا---آٹوا

میری ماں بجا، میری بہت ہی پیاری بہن آمنہ لطیف چوہدری صاحبہ قادیان میں پیدا ہوئیں اور 87 سال کی فعال اور مثالی زندگی گزارنے کے بعد 12 اکتوبر بروز جمعہ بوقتِ عصر آٹوا کینیڈا میں اپنے پیارے مولیٰ کریم سے جاملیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپکی اولاد میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں جن میں سے 2 بیٹے اور 2 بیٹیاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حیات ہیں۔

پیاری آپا کی خوبیوں اور نیکیوں کو مختصراً بیان کرنے کی کوشش کروں گی۔

بچپن سے ہی بڑی نیک فطرت اور والدین کی فرمانبردار۔ ہوش سنبھالتے ہی فرشتہ صفت ماں کا ہاتھ بٹانے والی، نیک سیرت، پنج وقت نماز کی عادی۔ جوانی میں ہی تہجد گزار، جمعہ کی نماز پر جانے کا ایک خاص شوق تھا۔ نہایت محنتی، چاک وچوبند، انتہائی صفائی پسند۔ ہر معاملے میں، بات چیت میں، گھر کی صفائی میں کونہ کھدرا گواہ کہ صفائی نصف ایمان ہے۔

ایمان میں بہت بھیگی ہوئی۔ اپنے چندہ جات باقاعدہ شروع سال میں ہی ادا کر دیا کرتیں۔ بڑے بڑے وعدے بھی فوراً ادا کرنے والی تھیں۔ اپنے والدین کے نام سے بھی چندہ دیتیں۔ انکی طرف سے صدقہ جاریہ کے طور پر مسجد فنڈ میں خاص طور سے چندہ دیا۔

رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک میں اپنی مثال آپ تھیں، کئی قرابت داروں کا خرچ لگایا حتیٰ کہ اُن کے بچے بڑے ہوگئے تو اُن کی بیوہ ماں نے خود منع کیا۔ ہمسایوں سے اچھے اخلاقی رشتے، بہانے بہانے کبھی کوئی چھوٹا موٹا تحفہ، کبھی کچھ پکا کر بھجوانا، ان کے تہواروں پر انکو کبھی نہیں بھُولتی تھیں۔ وہ سب بھی انکے شیدائی تھے۔ جدائی کے وقت کی آخری ملاقات پر ان کی برستی آنکھیں اس کی گواہ تھیں۔

بہن بھائیوں سے اور سسرالی عزیزوں سے باقاعدہ رابطہ، میل ملاقات رکھی۔ سب کو ماں کی طرح لگتی تھیں۔ رشتہ دار بچیاں جو پاکستان سے رخصت ہو کر آتی رہیں اُنہیں اپنے گھر سے دُلہن بنا کر رُخصت کیا۔ سب کو بڑی بہن اور ماں کی طرح ہی لگیں۔

خلیفہ وقت سے پیار اور اطاعت میں اوّل، جماعتی کاموں سے پیار۔ آپ کو آٹوا میں لجنہ اماء اللہ کی پہلی صدر ہونے کی تاریخی حیثیت حاصل تھی۔ اپنی انکساری مستعدی اور پیار کی وجہ سے سالہا سال صدر لجنہ آٹوا کی حیثیت سے خدمت انجام دی۔

دونوں میاں بیوی ہر اچھے کام میں ایک دوسرے کے ساتھی تھے۔ کبھی کوئی جمعہ نہیں چھوڑا، باقاعدگی سے مسجد میں جاکر پڑھا یہاں تک کہ رمضان شریف میں تراویح باقاعدگی اور اہتمام سے پڑھی بلکہ ہمیشہ دوسروں کو خوشی سے مسجد کے لئے سواری کی سہولت بھی فراہم کرتیں۔ اپنی زندگی کے آخری ایّام میں جب تک سکت رہی ہمیشہ کی طرح مسجد میں اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ ہشاش بشاش دوسروں کا حال احوال پوچھتی نظر آتیں۔

پرانی اقدار کی حامل، اپنے شوہر کے لئے وہ ایک مثالی بیوی تھیں۔ انکا ہر کام کرنے میں دلی خوشی محسوس کرتیں۔ جب ڈاکٹر نے بتایا کہ انکی زندگی کے بہت کم دن رہ گئے ہیں تو پہلی بات یہ پوچھی کہ ساری زندگی مَیں نے اپنے میاں کی دیکھ بھال کی ہے۔ کیا میرے پاس اتنی مہلت ہے کہ مَیں ان کے لئے کچھ انتظام کر جاؤں کہ میرے بعد انکو تکلیف نہ ہو؟

وفات سے دس پندرہ دن پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو خواب میں دیکھا کہ سائیکل پر سوار تیز تیز جارہے ہیں اور چھوٹی چھوٹی سفید ڈھیریاں لگاتے جاتے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں کہ یہ سب جگہ جلد بھر جانی ہے۔ میں نے بھی اپنے لئے ایک ڈھیری مَل لی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ میری پیاری بہن کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور عالمِ برزخ میں جنّت کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا پہنچتی رہے۔ آمین۔

اک روشن ساستارہ اپنی رَہ کو چل دیا
ظلمتِ شب کے اندھیروں میں سحر کرتا ہوا

حضورِ انور کے لئے (مئی 2020)

راشدہ سیال _____ آٹوا

اُسکے لئے دعا دعا
اُسکے لئے شفا شفا
زخم جبینِ ناز کا
دل میں مرے اُتر گیا
اشک مرے ترے لئے
تیرے لئے ہر اِک صدا
درد ترا مجھے لگے
تجھ سے ہو دور ہر بلا
شہر فراقِ یار کے
کوچوں کی مضطرب ہوا
جا کوئی اُس سے بات کر
اُسکی کوئی خبر سنا
اُسکے دیار سے گزر
اُسکی عبا کو چھو کے آ
دل کا پیام دے اُسے
بستہ ہیں میرے لب تو کیا
اے میرے شافی و رحیم
اے میرے حافظ و کریم
دستِ شفا کے لمس سے
دکھ کی لکیر کو مٹا
بھول گئیں دعائیں سب
ایک دعا کے ماسوا
اُسکے لئے شفا شفا
اُسکے لئے دعا دعا

قرّۃ اعین

- عفت ملک صاحبہ پیس ویلج سنٹر ایسٹ سے تحریر کرتی ہیں کہ اُنکی بیٹی ذنوبیہ وقار صاحبہ کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مؤرخہ 26 مئی 2020ء کو چوتھی بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی کا نام **"ذینیہ"** تجویز ہوا ہے۔ یہ بچی مکرم قاضی نثار احمد صاحب مرحوم کی نواسی اور مکرم عبدالسمیع صاحب کی پوتی ہے۔
- کنیز علی صاحبہ اہلیہ ظفر علی لنگاہ صاحب ونڈسر سے لکھتی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے اور خلیفہ وقت کی دُعاؤں سے میری بیٹی عزیزہ عرشیہ زوجہ ضیاء اللہ طارق صاحب آف جرمنی کو مؤرخہ 20 جنوری 2020 کو شادی کے گیارہ سال بعد بیٹے کی نعمت سے نوازا ہے۔ الحمد للہ۔ بچے کا نام **"آرون علی طارق"** تجویز ہوا ہے جو کہ وقفِ نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔
- زُجاجہ مصور اہلیہ مصور احمد سرئے ساؤتھ، وینکوور سے تحریر کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُنہیں 21 مئی 2020 کو بیٹی سے نوازا ہے۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچی کا نام **"نجیبہ مصوّر"** تجویز فرمایا ہے۔ عزیزہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولود محترم امتیاز احمد چوہدری صاحب و رفعت امتیاز صاحبہ وینکوور کی پوتی اور مکرم مبارک احمد صاحب و ساجدہ مبارکہ صاحبہ لاہور، پاکستان کی نواسی ہے۔
- شمامۃ الحبیب صاحبہ اہلیہ عبدالغفار شہزاد صاحبہ، ہملٹن ماؤنٹین جماعت سے اپنے بیٹے **"روہان حیّ شہزاد"** کی پیدائش کی اطلاع دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مؤرخہ 7 فروری 2020 کو آپ کو بیٹے سے نوازا۔ نومولود وقف نو میں شامل ہے اور آصفہ رفیع اور محمد رفیع خان شہزاد صاحب کا پوتا ہے۔

بہنوں سے اِن بچوں کے نیک خادمِ دین ہونے نیز مثمر باثمر وجود بننے کے لیئے دُعا کی درخواست ہے۔

درخواستِ دُعا

محترمہ ناصرہ لطیف صاحبہ صدر لجنہ احمدیہ ابوڈ آف پیس تحریر کرتی ہیں کہ اُن کی صاحبزادی عمرانہ لطیف بنت عبد الطیف قریشی صاحب نے گریڈ 10 میں اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کی ہے۔

ممبرات سے بچی کے نیک خادمۂ دین ہونے اور ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔

وصالِ یار

میری پیاری بڑی امی

فوزیہ قمر ____ پیس ویلج ویسٹ

نہ وہ تم بدلے نہ ہم، طَور ہمارے ہیں وہی
فاصلے بڑھ گئے، پر قُرب تو سارے ہیں وہی

کہتے ہیں کہ اصل زر سے سُود زیادہ پیارا ہوتا ہے۔ عموماً یہ فقرہ نانا، نانی یا دادا دادی اپنے نواسا، نواسی یا پوتا، پوتی کے لئے کہتے ہیں لیکن میری کہانی میں یہ بات میں اپنی پیاری نانی جان جنہیں میں پیار سے بڑی امّی کہتی تھی اُنکے لئے کہتی ہوں۔ مجھے اپنی امی جان سے بہت پیار ہے اوراپنی بڑی امی سے بھی کیونکہ میری ایک نہیں دو اُمّیاں ہیں۔ میری بڑی امی کا نام سلیمہ میر صاحبہ تھا۔ جب سے ہوش سنبھالا انکو دیکھا ایک بہت نفیس، نرم دل اور پیار کرنے والی خاتون تھیں۔ چندہ جات باقاعدگی سے ادا کیا کرتی تھیں اور جیسے ہی نئے سال کا وعدہ لکھواتیں سب سے پہلے ادا کرنا اُنکی اوّلین ترجیح ہوتا۔ جب بھی کوئی تحریک ہوتی اس میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتیں اپنا زیور بھی چندے میں پیش کرتی تھیں۔ اگر حلقے کے بجٹ میں سال کے آخر پر کوئی کمی رہ جاتی تھی تو بہت خوشی سے اسکو پورا کرتی تھیں اور چندے والے بھی سب سے پہلے انکے ہی پاس آیا کرتے تھے اور جب بڑی امی بجٹ کی رقم پوری کر دیتیں تو وہ یہی کہتے ہمیں پتہ تھا کہ آپ ہماری مدد ضرور کریں گی اس لئے ہم سب سے پہلے آپکے پاس آئے ہیں۔ اِسکے علاوہ کبھی کسی سوالی کو خالی ہاتھ نہ جانے دیتیں۔ ربوہ میں صبح صبح گھروں میں اکثر مانگنے والے آتے ہیں کبھی بھی کسی کو خالی ہاتھ نہیں جانے دیتی تھیں بلکہ مجھے آج بھی یاد ہے انکے آنے سے پہلے انکے لئے تازہ تازہ پراٹھے تیار کرتی تھیں اور جب مانگنے والے آتے تو پراٹھوں کے ساتھ سالن بھی دیتی تھیں۔ ہفتے میں ایک مرتبہ اپنے ہاتھ سے گوشت غریب لوگوں میں تقسیم کیا کرتی تھیں۔ جب میں چھوٹی تھی تو انکے ساتھ بازار جایا کرتی تھی تو دکاندار اُن سے کہتے تھے کہ "خالہ جی جس دن آپ ہماری بونی (سب سے پہلے خریدنا) کرواتی ہیں اس دن بہت زیادہ کمائی ہوتی ہے"۔ رمضان میں ہر جمعہ دیگ پکواتی تھیں اور حلقے میں تقسیم کرواتی تھیں۔ پہلے سے پروگرام بنایا ہوتا تھا کہ آج کس گلی میں دیگ تقسیم ہو گی اور اسطرح پورے حلقے میں افطاری کرواتی تھیں۔ ہمیشہ چھوٹی عید پر اپنے والدین اور ساس سسر کے نام کے نئے جوڑے خرید کر غریبوں کو دیتی تھیں۔ چھوٹی عید اور بڑی عید پر عید سے کچھ دن پہلے پانچ روپے کے سکے بنک سے لیتی تھیں۔ اس وقت بھی میں انکے ساتھ ہوتی تھی اور جب ہم عید پڑھنے مسجد اقصیٰ جا رہے ہوتے تھے تو رکشہ سے اترنے کے بعد جتنے بھی مانگنے والے ملتے انکو پانچ روپے کا سکہ ضرور دیتیں اور صرف جاتے ہوئے نہیں آتے ہوئے بھی دیتیں۔ تب میں چھوٹی تھی اور اس بات کو نہیں سمجھتی تھی تو وہ مجھے بہت پیار سے سمجھاتی تھیں کہ اللہ میاں نے ہمیں پیسے اس لئے دیئے ہیں تاکہ ہم غریبوں کی مدد کریں ہمارے مال میں انکا بھی حصّہ ہے۔ جب یہ بات سمجھ میں آئی اور اپنے ہاتھ سے مانگنے والوں کو دینا شروع کیا تو جانا کہ غریبوں کی مدد کر کے کیا سکون ملتا ہے۔

میری امی کی شادی اپنی پھوپھو کے گھر ہوئی تھی اور میری دادی جان میرے بڑے ابو (ناناجان) کی بہت لاڈلی اور اکلوتی بہن تھیں۔ میرے بڑے ابو چونکہ دادی جان سے بہت پیار کرتے تھے اس لئے انکو اپنے گھر کا پچھلا حصہ دے دیا تاکہ وہ انکے پاس رہیں۔ یُوں جب امی کی شادی ہوئی تو وہ بیاہ کر زیادہ دور نہیں گئیں۔ میری امی کی شادی سولہ سال کی عمر میں ہوئی تھی اور وہ سترہ سال کی تھیں جب میں پیدا ہوئی۔ چودہ سال بعد بڑی امی کے گھر میں پیدا ہونے والی پہلی لڑکی تھی اور سبکی بہت لاڈلی تھی۔ مجھے بتایا گیا کہ میری پیدائش کے بعد ابھی میں ڈاکٹر فہمیدہ صاحبہ مرحومہ کے کلینک پر ہی تھی تو بڑی امی نے بڑے ابو کو باہر آکر بتایا کہ بیٹی پیدا ہوئی ہے جائیں فوٹو گرافر کو لے کر آئیں تصویر کھینچوانی ہے۔ وہ تصویر آج بھی میرے پاس ہے -امی بتاتی ہیں کہ جب میں چھوٹی تھی تو انہیں سنبھالنا نہیں آتا تھا تو میری بڑی امی ہی سنبھالا کرتی تھیں راتوں کو میرے لئے جاگتی تھیں۔ مجھے اپنے ساتھ سلایا کرتی تھیں۔ جب سے ہوش سنبھالا تو انکو ہمیشہ اپنے پاس پایا۔ اس لئے میرا اُن سے گہرا تعلق تھا۔ وہ جب بھی کہیں جاتیں ہمیشہ مجھے اپنے ساتھ لے کر جاتی تھیں اس لیئے مجھے انکی اتنی عادت ہو گئی تھی کہ اگر کبھی کسی وجہ سے انکے ساتھ نہ جا پاتی تو اس بات کا اتنا دکھ لگتا کہ میں بیمار ہو جاتی تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے اپنی بہن سے ملنے فیصل آباد جانا تھا اور میرے سالانہ امتحان ہونے والے تھے تو میں انکے ساتھ نہیں جا سکی۔ وہ گئیں تو اگلے دن میں کھیلتے ہوئے گر گئی اور مجھے چوٹ

لگ گئی۔ بڑی امی کو پتہ چلا تو فوراً واپس آ گئیں اس پر میں نے اُن سے کہا کہ میں ٹھیک ہوں۔ آپ کچھ دن رہ لیتیں تو کہنے لگیں کہ جب مجھے پتہ چلا کہ آپکو چوٹ لگی ہے تو کیسے رہ سکتی تھی اب میں کبھی بھی آپکو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی اور اسکے بعد جب بھی وہ کہیں جاتیں ہمیشہ اپنے ساتھ لے کر جاتی تھیں۔ سکول جانے سے پہلے دعاؤں کے سائے میں رُخصت کرنا، واپسی پر گھر کے گیٹ پر کھڑے ہو کر ہمارا انتظار کرنا اور سکول میں خرچ کرنے کے لئے پیسے دینا انکا روزانہ کا معمول تھا۔

یاد آئی جب اُنکی گھٹا کی طرح، ذِکر اُنکا چلا نَم ہوا کی طرح
بجلیاں دِل پہ کڑکیں بَلا کی طرح، رُت بنی خُوب آہ و فُغاں کے لئے
ہر تصوُّر سے تصویر اُبھرنے لگی، نام بنکر زُباں پر اُترنے لگی
ذِکر اتنا حسیں تھا کہ ہر لفظ نے فرطِ اُلفت سے بوسے زُباں کے لئے
(کلامِ طاہر)

میری پسند ناپسند کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ اپنے لئے جب بھی کچھ خریدتیں ہمیشہ مجھ سے مشورہ کرتیں۔ اپنوں سے ہی نہیں غیروں اور پڑوسیوں سے بھی محبت اور شفقت کا سلوک کرتی تھیں۔ اگر کسی کا پتہ چلتا کہ بیمار ہے تو فوراً تیمارداری کے لئے جاتی تھیں اور فروٹ لیکر جاتیں یا پھر پیسے دے دیتیں۔ اگر کسی ضرورت مند کا پتہ چلتا تو اُسکی مدد ضرور کرتیں۔ محلّے کے غریب لوگوں کا بہت خیال رکھتی تھیں اگر اُنکی لڑکی کی شادی ہوتی تو جہیز بنا کر دیتیں اور مالی مدد بھی کرتی تھیں۔ گھریلو ملازمہ کیساتھ بھی بہت پیار اور شفقت سے پیش آتی تھیں۔ ہمیشہ اسکی ضرورتوں کا خیال رکھتیں اور پوچھتی بھی رہتیں کہ کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دیا کرو۔ ہمیشہ اسکو عید پر نیا جوڑا اور بچوں کے لئے عیدی دیا کرتی تھیں۔ بہت مہمان نواز تھیں، اگر کوئی مہمان آتا تو مہمان نوازی کا حق ادا کرتیں کہ مہمان بھی اُنکی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ خُوش لباس خاتون تھیں۔ تہجد، پنج وقتہ نمازوں اور تلاوت کی پابند تھیں- ہر وقت دعائیں پڑھتی رہتی تھیں۔ اللہ پر بہت توکل کرتی تھیں۔ کبھی بھی کسی کے ساتھ نہ بُرا کیا نہ چاہا اور نہ ہی کسی کے لیئے کبھی بُرا مانگا۔ اپنا ہر معاملہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیتی تھیں- میری بڑی امیّ بہت مزیدار کھانے بناتی تھیں مجھے آج بھی اُنکے ہاتھ کا وہ مزہ یاد ہے۔ دوپہر میں کھانا بنا کر ہمارے لئے لایا کرتی تھیں۔ بہت اچھی اور نیک خاتون تھیں اُنکے بارے میں جتنا کہوں کم ہے۔ مجھ سے کہتی تھیں کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کرنی چاہئے کہ وہ ہمیں اُسکے سوا کبھی کسی کی محتاجی نہ دے اور خود بھی اپنے لئے یہی دعا مانگتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے باقی ساری دعاؤں کیطرح انکی یہ دُعا بھی قبول فرمائی اور آخری وقت میں بڑی امی اور بڑے ابو میرے ماموؤں کے پاس امریکہ میں مقیم تھے۔ ایک دن صوفہ سے اٹھتے ہوئے گر گئیں۔ گرنے سے انکی کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی انہیں فوراً ہسپتال لیکر گئے وہاں انکی سرجری ہوئی اور سرجری کے بعد وہ قومہ میں چلی گئیں اور تین دن بعد قومہ کی حالت میں 14 فروری 2010 کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ وہ پیاری ہستی کسی کی محتاجی لئے بغیر خاموشی سے ہمیں روتا چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مُوصیہ تھیں لہٰذا انکا جنازہ ربوہ لے جایا گیا اور انکی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔ انکے چلے جانے کے بعد ابھی تک انکی کمی محسوس ہوتی ہے ایک خلا ہے جو کبھی نہیں بھرا اور نہ کبھی بھر سکے گا۔ آج انکے بارے میں لکھتے ہوئے وہ سارا وقت، ساری یادیں، انکا خوبصورت مسکراتا ہوا چہرہ میری آنکھوں کے سامنے مسلسل رہا اور انکی کمی شدت سے محسوس ہوئی۔ اللہ تعالیٰ میری بڑی امی کو ہمیشہ اپنی محبتوں اور فضلوں کے سائے تلے رکھے اور انکے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ (آمین)

اُنکی چاہت میرا مُدّعا بن گیا، میرا پیار اُنکی خاطر دُعا بَن گیا
بالیقیں اُنکا ساتھی خُدا بن گیا، وہ بنائے گئے آسماں کے لئے
(کلامِ طاہر)

تقریبِ آمین

محترمہ عطیۃ الحئی صاحبہ اہلیہ منور احمد صاحب سرے ساؤتھ، وینکوور سے تحریر کرتی ہیں کہ میری بیٹی عزیزہ ھبۃ الشافی نے نو(9) سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے عزیزہ وقفِ نو میں شامل ہے۔ قرآن پاک پڑھانے کی سعادت عزیزہ کی والدہ صاحبہ کو حاصل ہوئی۔ عزیزہ ھبۃ الشّافی امتہ المتین صاحبہ ربوہ کی نواسی اور بشریٰ صدیقہ صاحبہ ربوہ کی پوتی ہے۔

عزیزہ کی تقریب آمین 28 رمضان المبارک بروز جمعۃ الوداع کو مربی صاحب مکرم سعد باجوہ صاحب کے دستِ مبارک سے Virtual انجام پائی۔ بہنوں سے بچی کی دینی و دُنیاوی ترقیات، نیک قسمت اور خادمِ دین ہونے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔

صفحہ تیار کردہ: طاہرہ نسیم۔ ریکسڈیل ساؤتھ

صفحۂ ناصرات

توکّل علی اللہ

پیاری بچیو!

آج آپ ایک مشہور بزرگ خاتون کے ذکرِ خیر سے مستفید ہونگی جو اسلام کے ابتدائی زمانہ یعنی دوسری صدی کی مشہور صوفیہ تھیں۔

آپ بصرہ کے ایک نہایت غریب گھرانے میں پیدا ہوئیں اور اپنے والدین کی چوتھی بیٹی تھیں۔ آپکا نام اسی وجہ سے مشہور ہو گیا تھا۔ بچپن میں کسی شخص نے انہیں پکڑ کر فروخت کر دیا تھا اور وہ غلامی کی حالت میں ہی پلی بڑھیں۔ اپنے مالک کے گھر کے کام کاج سے اُنہیں جو فرصت ملتی تو عبادتِ الٰہی میں مصروف ہو جاتیں۔ آپکی عبادت و ریاضت کو دیکھ کر اُن کے مالک نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔ ایک دفعہ آپ ایسے ہی ذکرِ الٰہی میں مشغول تھیں۔ کہ آپ کے ہاں بیس مہمان آ گئے۔ گھر میں اُس وقت صرف دو روٹیاں تھیں۔ آپ نے اپنی خادمہ کو کہا کہ یہ فقیر کو دے دو۔ اُس نے دل میں کہا یہ کیا بے وقوفی ہے گھر میں مہمان آ گئے ہیں اور یہ دو روٹیاں بھی فقیر کو بانٹ رہی ہیں۔ تھوڑی دیر ہوئی تو ایک امیر عورت کی ملازمہ 18 روٹیاں لائی۔ آپ نے وہ روٹیاں اُس ملازمہ کو واپس دے کر فرمایا یہ ہمارا حصہ ہرگز نہیں واپس لے جاؤ۔ ملازمہ نے وہ روٹیاں رکھنے پر اصرار کیا لیکن آپ نے پھر فرمایا نہیں یہ ہمارا حصہ نہیں ہے۔ ناچار وہ واپس چلی گئی۔ اور دوبارہ اپنی مالکہ کے کہنے پر 20 روٹیاں لے کر آئی کہ غلطی ہو گئی تھی یہ رہا آپ کا حصہ۔ یہ دیکھ کر مہمانوں نے آپ سے عرض کی ہمیں کچھ سمجھ نہیں آ رہی اس سارے قصے کی۔

آپ نے فرمایا جس وقت تم لوگ آئے تھے تو میرے پاس 2 روٹیاں تھیں۔ میرے دل میں آیا کہ آؤ اپنے مولیٰ کریم سے سودا کریں اُس وقت میں قرآن پاک کی اس آیت پر تھی۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۭ (سورۃ الانعام آیت 161)

کہ جو کوئی نیکی کرے گا تو اُس کے لیے دس گنا اجر ہے اس لحاظ سے 2 کی بجائے بیس روٹیاں آنی چاہئے تھیں۔ یہ اٹھارہ لائی تو میں سمجھی کہ میں نے تو اپنے مولیٰ سے سودا کیا ہے وہ تو بھولنے والا نہیں ہے۔ یہ ملازمہ ہی بھول گئی تھی۔ سبحان اللہ۔

پیاری بچیو!

1) کیا آپ اس بزرگ صوفیہ کا نام بتا سکتی ہیں؟

2) اس واقعے سے دو نتائج اخذ کریں۔

مشکل الفاظ کے معنی

صوفیہ	صوفی کا مؤنث (نیک عورت)	ریاضت	خاص کام کیلئے عبادت
اخذ کرنا	مطلب نکالنا	مستفید ہونا	فائدہ اُٹھانا

بوجھو تو جانیں

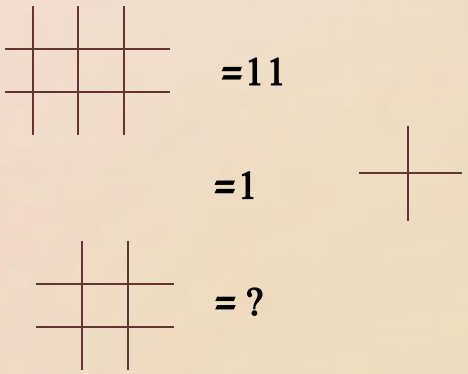

1. کونسے دو Continents کے درمیان کوئی separation نہیں ہے اور انہیں ایک ہی Continent مانا جاتا ہے۔
2. ماؤنٹ ایورسٹ کی دریافت سے پہلے سب سے پہلے بلند پہاڑ کونسا تھا؟
3. آپ 50 میں سے 5 کتنی دفعہ minus کر سکتی ہیں؟
4. ایک ٹرک ڈرائیور پولیس کے سامنے ہی ایک ون وے سڑک پر غلط جا رہا ہے لیکن پولیس اُسے روک نہیں رہی کیوں؟
5. انسانی جسم کے کونسے حصے تمام عمر بڑھتے رہتے ہیں؟

اس چارٹ میں ایک خاص Theme کے الفاظ ہیں۔ ان کو تلاش کریں اور Theme بھی بتائیں

ح	ا	ن	ت	س	ی	ج	ل	ن
ص	ب	ک	چ	د	ل	ہ	ن	ک
ط	د	ظ	ن	و	ک	ط	م	ا
ع	ر	ہ	ج	ل	ڑ	ش	ج	ح
ف	م	ش	و	ہ	س	ی	و	ظ
گ	ن	ھ	ت	ا	ک	ب	ا	م
ء	ڈ	گ	و	ہ	ل	ص	س	ں

جوابات کسی اور صفحہ پر تلاش کریں

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۵﴾

'Our Lord, grant us of our wives and children the delight of our eyes, and make us a model for the righteous.

اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِی

Nikah is my Sunnat

نکاح میری سنت ہے

Looking for a Rishta?

کیا آپ رشتہ کی تلاش میں ہیں ؟

We can help!

Department of Rishta Nata is here to help you find a suitable match. Contact us or visit our website to submit your application.

شعبہ رشتہ ناطہ آپکی مدد کر سکتا ہے

آج ہی رشتہ ناطہ کی ویب سائیٹ پر اپنے

کوائف کا اندراج کریں۔

Our website is:

~SIMPLE ~SECURE ~CONFIDENTIAL

For more information please contact us.

info@rishtanata.ca

1-855-5RISHTA(74-7482)

WWW.RISHTANATA.CA

IMPORTANT TAJNEED CHANGES

If you have recently moved, please provide us with your new address.

Please complete this link to update your address with Jama'at:

https://www.ahmadiyya.ca/form/request-change-address

If your phone number or email has changed, please provide us with your new details at:

https://www.ahmadiyya.ca/member/update-email-phone

If you have recently had a baby, please register your newborn online to receive their Tajnid member code:

https://www.ahmadiyya.ca/member/form/new-born-registration

تجنید میں تبدیلیاں

گھر کی تبدیلی

- اگر آپ نے حال ہی میں اپنا گھر تبدیل کیا ہو۔ تو جماعت کو اپنے نئے گھر کے پتہ کے متعلق بتانے کے لیئے درج ذیل ویب لنک کے ذریعہ اطلاع دیں۔
- https://www.ahmadiyya.ca/form/request-change-address

رابطہ کی معلومات

- اگر آپ کا فون نمبر یا ای میل بدل گیا ہو تو جماعت کو اپنی نئی معلومات کے بارے میں درج ذیل ویب لنک کے ذریعہ اطلاع دیں۔
- https://www.ahmadiyya.ca/member/update-email-phone

نومولود کی رجسٹریشن

- اگر حال ہی میں آپ کے یہاں بچے کی پیدائش ہوئی ہو تو اُس کے نام کا جماعت میں اندراج کروانے کے لیئے اور نیا ممبر کوڈ لینے کے لیئے درج ذیل ویب لنک پر اطلاع دیں۔
- **https://www.ahmadiyya.ca/member/form/new-born-registration**